احیائے اسلام اور امنِ عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جنوری 2022ء

سخاوتِ نفس

نفیٔ ذات، وسعتِ قلوب اور رویّوں میں نرمی کا نام ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

انفاق اور جذبۂ ایثار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اصلاحِ معاشرہ

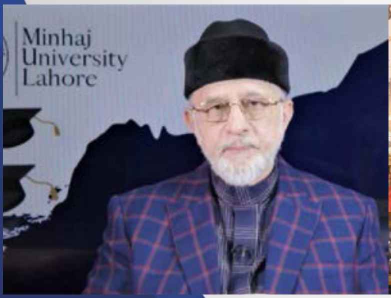

نظام المدارس پاکستان

3 روزہ ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپ

لاہور بار ایسوسی ایشن

ریاستِ مدینہ کا دستور اور اس کا عملی نفاذ

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا خصوصی خطاب

انتہا پسندی اور متشدد رویے ایک کھلا چیلنج

منہاج یوتھ لیگ کے زیرِ اہتمام

2 روزہ نیشنل یوتھ ایوارڈ تقریب

کانووکیشن 2021ء منہاج یونیورسٹی لاہور

منہاج یوتھ لیگ کے زیرِاہتمام 2 روزہ نیشنل یوتھ ایوارڈ تقریب

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیرِ نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد: 36 / شمارہ: 1 / جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ / جنوری 2022ء

حسنِ ترتیب

اداریہ: انتہاپسندی اور متشدد رویے ایک کھلا چیلنج	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: سخاوت نفس نفی ذات اور وسعتِ قلوب کا نام ہے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
الفقہ: آپ کے فقہی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	12
انفاق اور جذبۂ ایثار	پروفیسر محمد الیاس اعظمی	15
عفو و درگزر اور رواداری کی اہمیت و فضیلت	محمد شفقت اللہ قادری	21
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اصلاحِ معاشرہ	ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی	27
منہاج یونیورسٹی کانووکیشن	رپورٹ	31
منہاج یوتھ لیگ کے زیرِ اہتمام دو روزہ نیشنل یوتھ ایوارڈ تقریب		32
نظام المدارس پاکستان کے زیرِ اہتمام تین روزہ ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپ		33
نظامتِ تربیت کے زیرِ اہتمام دو روزہ ٹریننگ ورکشاپ		35
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا لاہور بار ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام فکری نشست سے خطاب		37
منہاج کالج مانچسٹر اور کینیڈا کے زیرِ اہتمام کانفرنسز سے حماد مصطفیٰ المدنی کے خطابات		38
منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن واہ کینٹ اور فیصل آباد کے زیرِ اہتمام اجتماعی شادیوں کی تقاریب		39

چیف ایڈیٹر: نور اللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد رفیق نجم، محمد فاروق رانا
عین الحق بغدادی

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، محمد شفقت اللہ قادری
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم | گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری | عکاسی: قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/ رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے | سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کیے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

سزا وارِ حمد و ثناء ہے خدا
وہی ابتدا ہے وہی انتہا

اسی نے بنائے ہیں جن و بشر
اسی نے کیے خلق ارض و سما

وہی ہے بِلا فصل ربِّ کریم
وہی سب کو لاریب ہے پالتا

تڑپنے کی توفیق دل کو جو دی
تو سینے میں سوزِ دروں بھر دیا

بفیضِ نبیؐ حمد مجھ سے ہوئی
جو تھا کارِ مشکل وہ آساں ہوا

جہاں کو تو دے تمغہ ہائے خِرد
پر مجھ کو تو کر عشق اپنا عطا

زمانے میں اس کی فضیلت بڑھی
''ھواللہ'' جس کے لبوں پہ سجا

کرم اس پہ بھی مالکِ دو جہاں
منیؔر آپ کے در کا ادنیٰ گدا

﴿میاں منیر احمد منیر﴾

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

ہم نوا خود کو فرشتوں کا بنالیتے ہیں
جو درود اپنی زبانوں پہ سجا لیتے ہیں

پرتوِ نورِ ازل اُن کا مقدر ٹھہرے
اُن کی راہوں میں جو آنکھوں کو بچھا لیتے ہیں

اُن کو اللہ بھی محبوب بنالیتا ہے
''عشقِ سرکار جو سینے میں بسا لیتے ہیں''

بن کے دریوزہ گرِ آلِ نبی اہلِ وفا
اپنی سوئی ہوئی قسمت کو جگا لیتے ہیں

کشتیِ نسبتِ آقاؐ کے تصدق ہم بھی
خود کو طوفانِ مصائب سے بچا لیتے ہیں

اونچی آواز میں بولیں جو نبیؐ کے در پر
نیکیاں عمر کی پل بھر میں گنوا لیتے ہیں

بوجھ ہر غم کا دل و جاں سے اتر جاتا ہے
یاد میں اُن کی جو چند اشک بہا لیتے ہیں

سرفرازی وہی پاتے ہیں سدا ہمدؔانی
اُن کی دہلیز پہ جو سر کو جھکا لیتے ہیں

﴿انجینئر اشفاق حسین ہمدانی﴾

اداریہ

انتہا پسندی اور متشدّد رویے ایک کھلا چیلنج

سیالکوٹ میں سری لنکا کے ایک شہری (پریانتھا کمارا) جو ایک صنعتی یونٹ میں خدمات انجام دے رہے تھے کو ایک جنونی ہجوم نے بہیمانہ اور سفاکانہ طور پر قتل کر دیا اور لاش کی بے حرمتی کی۔ یہ واقعہ ہر اعتبار سے قابلِ مذمت اور قابلِ گرفت ہے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات میں اس نوع کی درندگی اور بربریت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس قتلِ ناحق پر پاکستان بھر میں ایک گہری تشویش اور تکلیف محسوس کی گئی ہے۔ تمام سیاسی، سماجی، مذہبی جماعتوں، تحریکوں کی طرف سے اس واقعہ کی پرزور الفاظ میں مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر گہرے غم و غصہ کا اظہار کیا گیا اور اس سانحہ میں ملوث جنونی ہجوم میں شامل قانون ہاتھ میں لینے والے عناصر کو کڑی سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یہ امر اطمینان بخش ہے کہ سیالکوٹ واقعہ پر حکومت نے ایکشن لیا اور ملوث عناصر کو گرفتار کر کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اب اگلا مرحلہ پراسیکیوشن اور ٹرائل کا ہے۔ یعنی انسانی جان کو قتل کرنے والے مجرموں کو قرارِ واقعی سزا دینے کے لئے اب اگلا کردار عدالت کا ہے۔ سیالکوٹ سانحہ سے پہلے بھی متعدد واقعات میں جنونی ہجوم کی طرف سے بے گناہ شہریوں کو قتل کیا گیا جس کی بازگشت پاکستان سمیت پوری دنیا میں سنی گئی اور روایتی حاسدین ایسے واقعات کو اسلام یا پاکستان کے خلاف ایک مہم کے طور پر استعمال کرنے میں ذرہ برابر تاخیر نہیں کرتے اور ایسے واقعات کو بنیاد بنا کر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ سیالکوٹ محض پاکستان کا ایک شہر ہی نہیں ہے، اس کی وجہ شہرت سپورٹس، سرجیکل آلات، ٹیکسٹائل اور لیدر گارمنٹس کے حوالے سے بین الاقوامی نوعیت کی ہے۔ سیالکوٹ کی صنعتوں میں تیار ہونے والی اشیاء پوری دنیا میں ایکسپورٹ ہوتی ہیں اور اس سے پاکستان کثیر زرِ مبادلہ حاصل کرتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد پاکستان اور سیالکوٹ کے صنعتی تشخص کو بھی دنیا بھر میں نقصان پہنچانے کے لئے مہمات شروع کی گئیں۔ سری لنکن شہری کے بہیمانہ قتل سے قبل بھی اسی جنونیت کے ایک مظاہرے میں دو حافظ قرآن بھائیوں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا۔

سیالکوٹ حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کا شہر ہے جو اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا ایک آفاقی اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی، اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی'' یعنی حکیم الامت نے مختصر الفاظ میں سیرت النبی ﷺ کا ایک جامع خاکہ پیش کیا ہے کہ ایک مسلمان کا ہتھیار اور طرۂ امتیاز اخوت اور محبت کے عالمگیر جذبات کو فروغ دینا ہے مگر افسوس وہ اخوت و محبت جو مسلمانوں کا صدیوں سے طرہ امتیاز چلی آ رہی ہے اور جس کی تعلیمات حضور نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام ؓ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ و محدثین 14 سو سال سے بیان کرتے چلے آ رہے ہیں، اس اخوت و محبت، صبر و تحمل اور برداشت کی تعلیمات کو آج مسخ کر کے پیش کیا جا رہا ہے اور پاکستان کے اندر انتہا پسندی اور تشدد کا زہر گھولا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ایک گھٹن اور بے چینی کی سموگ چار سو پھیلی ہوئی ہے اور اس کا نقصان معمولاتِ زندگی میں خلل آنے کے ساتھ ساتھ اسلام اور پاکستان کے پرامن تشخص کو بھی پہنچ رہا ہے۔ اگرچہ جنونی سوچ رکھنے والے بیمار ذہن کسی بھی ملک اور خطے میں ہو سکتے ہیں تاہم ہمارے ہاں یہ بات توجہ طلب ہے کہ خود ساختہ الزامات کے تحت ہجوم کو تشدد پر اکسا کر بربریت کا مظاہرہ کیوں کیا جاتا ہے؟ یہ ایک ایسا موضوع اور المیہ ہے جس پر پاکستان میں

کم و بیش گزشتہ 3 دہائیوں سے بطور خاص یہ بحث چل رہی ہے کہ ریاست کے اندر کسی شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ جرم کی نوعیت کوئی سی بھی ہو، اس پر حد جاری کرنا کسی فرد، گروہ، جماعت یا جتھے کا اختیار نہیں ہے بلکہ اس ضمن میں جزا وسزا کا اختیار ریاست کے مجاز ادارے عدلیہ کے پاس ہے۔ جب سزا اور جزا کے حوالے سے آئین و قانون اور سٹیٹ کے کلیتاً اختیار کی فلاسفی پر بات کی جاتی ہے تو کچھ کج فہم اس پر بھی فتویٰ بازی پر اتر آتے ہیں اور منفی میڈیا مہم کا سہارا لیتے اور کردار کشی کرتے ہیں۔ انتہا پسندانہ جذبات کو ہوا دینے والے افراد یا طبقات کو ہی نہیں ریاست کو بھی بلیک میل کرتے ہیں اور افسوس ناک امر یہ ہے کہ ریاست ان کے اس رویے پر صرفِ نظر کرتی چلی آ رہی ہے۔ اس رویے کو بدلنا ہوگا۔ اس کے لیے ایسی شخصیات، اداروں اور تحریکوں کو سپورٹ کرنا ہوگا جن کا ماضی کرسٹل کی طرح شفاف اور چمک دار ہے اور ان کی دینی، اصلاحی، تربیتی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں اور سب کے سامنے ہیں۔

تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہر نوع کے انتہا پسندانہ اور متشدد رویوں کی بیخ کنی کے لئے تن تنہا گزشتہ چار دہائیوں سے مسلسل علمی وفکری سطح پر علم جہاد بلند کیے ہوئے ہیں اور اس کلمہ حق کی قیمت بھی چکائی گئی ہے مگر تمام تر نامساعد حالات کے باوجود انتہا پسندی کے زہر کے خلاف تحریک منہاج القرآن کی آواز کمزور نہیں پڑی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دامت برکاتہم العالیہ نے فروغِ امن اور متشدد رویوں کے تدارک کے لئے ہزار ہا لیکچرز دینے کے ساتھ ساتھ 40 سے زائد کتب بھی تحریر فرمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کے پرامن بیانیہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ انسانی جان کی حرمت اسلامی ریاست کی اولین ذمہ داری ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اپنی عالمی شہرت یافتہ کتاب ''اسلام میں انسانی حقوق'' میں یہ نکتہ بیان کرتے ہیں کہ ''انسان کو حاصل جملہ حقوق کی بنیاد اس کی اپنی جان کی حفاظت سے منسلک ہے یعنی جب تک کسی معاشرے میں انسانی جان کو تحفظ حاصل نہ ہو بقیہ حقوق کے نفاذ وحقوق کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ اسلام نے اسی بنیادی حق کو بیان کرتے ہوئے اہلِ ایمان کے کردار کو یوں بیان کیا: ''اور (خدائے رحمان کے مقبول بندے) کسی ایسی جان کو قتل نہیں کرتے جسے بغیر حق مارنا اللہ نے حرام فرمایا ہے''۔ ریاست پاکستان کو لاء اینڈ آرڈر اور انسانی جان کی حرمت اور تحفظ کے لئے کسی مصلحت کا شکار نہیں ہونا چاہیے، ورنہ اسلام اور پاکستان کے خلاف منفی پروپیگنڈے کا راستہ روکنا ممکن نہیں رہے گا۔

حقوقِ انسانی کے تحفظ، انسانی جان کی حرمت، بین المذاہب رواداری اور اعتدال کی اقدار پر مبنی سوسائٹی کی تشکیل کے لئے خطبہ حجتہ الوداع ایک ایسی دستاویز اور چارٹر ہے جس کا ایک ایک حرف آج بھی امن وسلامتی اور خوشحالی کا ضامن ہے۔ خطبہ حجتہ الوداع کی ہر شق اور لفظ پر اس کی روح کے مطابق عمل کرنے سے ہم بین الاقوامی سطح پر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ خطبہ حجتہ الوداع کو اگر مختصر الفاظ میں بیان کیا جائے تو یہ اعلانِ امن، اعلانِ آزادی اور اعلانِ مساواتِ انسانی ہے۔ اس خطبہ حجتہ الوداع میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اے لوگوں بے شک تم سب کا رب ایک ہے اور تم سب کا باپ (آدم) ایک ہے۔ سن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی برتری ہے اور نہ کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت ہے سوائے تقویٰ کے، تم میں سب سے بہتر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اس سے زیادہ ڈرنے والا ہے''۔ خطبہ حجتہ الوداع انسانی حرمت و وقار کا اعلان ہی نہ تھا بلکہ ایک نئے دور کا آغاز تھا۔ اللہ رب العزت ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے راستے اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

(چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی)

گزشتہ سے پیوستہ

سخاوتِ نفس

نفیٔ ذات، وسعتِ قلوب اور رویّوں میں نرمی کا نام ہے

اخلاص اور محبت سے ایثار و سخاوت کے جذبات جنم لیتے ہیں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و تربیتی خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین

اگر دل محبت سے لبریز ہو تو ایسا ایثار اور ایسی سخاوت جنم لیتی ہے کہ پھر دل میں کسی قسم کی تنگی نہیں رہتی اور جب دل میں تنگی نہیں رہتی تو دوسروں کو نعمت ملنے پر دل میں حسد پیدا نہیں ہوتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا موازنہ و محاسبہ کریں کہ کسی دوسرے کو مالی فراخی و کشادگی، علم و تقویٰ، عزت و طاقت الغرض کسی بھی حوالے سے اللہ کی نعمت میسر آتی ہے تو اس پر ہمارا دل خوش ہوتا ہے یا اس میں تنگی آتی ہے۔۔۔؟ اگر دوسروں کو اللہ کی نعمت اور کشادگی میسر آنے پر دل میں مسرت ہوتی ہے تو ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سخائے قلب عطا کی ہے۔ لیکن اگر دوسروں کو خوشحالی ملنے پر ہم پریشان ہوجائیں تو ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور اس سے نفس اور قلب کی سخاوت کی توفیق طلب کریں۔

کئی لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کو نعمت ملنے پر اگر انھیں پریشانی نہیں ہوتی تو خوشی بھی نہیں ہوتی۔ یاد رکھیں! دوسروں کو نعمت ملنے پر خوشی و مسرت کا احساس ہونا حالتِ ایمان ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی یہ لذت دی ہے تو جان لیں کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا عکس پیدا کیا ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا عکس آجائے تو سمندر بھی اس کے دل کی وسعت کے سامنے تنگ نظر آتے ہیں، اس کے دل میں خیر ہی خیر اور خوشی ہی خوشی ہوتی ہے اور وہ دوسروں سے ہمیشہ محبت کرتا ہے۔ دوسروں کو نعمت ملنے پر بندے کا خوش ہونا اس بات کا اظہار اور علامت ہے کہ وہ بندہ اللہ کی تقسیم پر خوش ہے۔ اس کا خوش ہونا، بندے پر خوش ہونا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر خوش ہونا ہے، کیونکہ اسے یہ نعمت اللہ نے دی ہے۔ لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے امر پر خوش ہورہا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر خوش ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمت بڑھادیتا ہے۔

سخاوتِ نفس اور صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل

قرآن مجید کی آیت (الحشر: ۹) کے تفصیلی مطالعہ کے بعد آیئے! اب سخائے نفس میں صحابہ کرامؓ کو حاصل مقام کا احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مطالعہ کرتے ہیں:

۱۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی کو کسی شخص نے بکرے کی سری ہدیہ کے طور پر دی۔ انہوں نے خیال کیا کہ میرا فلاں ساتھی زیادہ ضرورت مند ہے، کنبہ والا ہے اور اس کے گھر والے زیادہ محتاج ہیں، اس لیے اس نے وہ سری اس کے ہاں بھیج دی۔ انھیں جب یہ سری ہدیہ کے طور پر ملی تو اِن کے دل میں بھی اپنے ساتھ والے کی محتاجی اور بھوک کا خیال آیا، لہٰذا انھوں نے وہ سری اپنے ساتھ والے کو ہدیہ کردی، جب ان کے پاس یہ ہدیہ پہنچا تو انھیں بھی اپنے ہمسائے کے متعلق یہی خیال پیدا ہوا، لہٰذا انھوں نے یہ سری اُسے ہدیہ کردی:

☆ خطاب نمبر: Fm-77، تاریخ: 23، اگست 2019ء، بمقام: گلاسگو، سکاٹ لینڈ

فَلَمْ يَزَلْ يَبْعَثُ بِهٖ وَاحِدًا الى آخر حَتّٰى تَدَاوَلَها سَبْعَةَ اَبْيَات حتى رجعت اِلَى الْاَوَّلِ.

(حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۲: ۵۲۶، رقم: ۳۷۹۹)

غرض اسی طرح وہ سری سات گھروں میں پھر کر سب سے پہلے صحابی کے گھر لوٹ آئی۔

یہ طرزِ عمل دل کی سخاوت ہے۔ خود بھوک کی حالت میں ہیں مگر اپنی بھوک کا نہیں، دوسروں کی بھوک کا زیادہ احساس ہے۔ جب کسی کے دل میں دوسروں کا فکر زیادہ پیدا ہوجاتا ہے اور ’’میں‘‘ بھول جاتی ہے تو وہ بندہ اپنے مَن اور دل کا سخی ہوجاتا ہے۔ ایسے مَن کے سخی کو اللہ پسند کرتا ہے۔ لہٰذا وہ بندہ اللہ کا ولی اور دوست ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کا ولی اور دوست لینے والا نہیں بلکہ دینے والا ہوتا ہے۔

۲۔ ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی کے دوران میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ لڑائی میں شریک تھے۔ اپنے ساتھ میں نے پانی کا ایک مشکیزہ بھی لیا کہ ممکن ہے وہ پیاسے ہوں تو پانی پلاؤں۔ اتفاق سے وہ ایک جگہ اس حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ پانی کا گھونٹ دوں؟ انہوں نے اشارے سے ہاں کی۔ اتنے میں دوسرے صاحب نے جو قریب ہی پڑے تھے اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے، انھوں نے آہ کی۔ میرے چچازاد بھائی نے اس کی آواز سنی تو مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ میں ان کے پاس پانی لے کر گیا، وہ ہشام بن العاص تھے۔ ان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ ان کے قریب ایک تیسرے صاحب اسی حال میں پڑے دم توڑ رہے تھے، انہوں نے آہ کی۔ ہشام نے مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ میں ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا دم نکل چکا تھا۔ ہشام کے پاس واپس آیا تو وہ بھی جاں بحق ہو چکے تھے۔ اپنے چچا زاد بھائی کے پاس جلدی سے پہنچا تو وہ بھی جامِ شہادت نوش کر چکے تھے۔ (ابن مبارک، الزہد، رقم: ۵۲۵)، (بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۲۶۰، رقم: ۳۴۸۳)

یہ رویہ نفیٔ ذات اور سخاوتِ نفس ہے جس میں بندہ حالتِ نزع میں بھی اپنی موت کی فکر نہیں کرتا بلکہ دوسروں کو موت سے بچانے کی فکر کرتا ہے۔ جب سخاوتِ نفس نصیب ہوجاتی ہے تو پھر زندگی تو چھوٹی سی بات ہے، بندہ اپنی موت تک بھول جاتا ہے۔ سخاوتِ نفس کسی قول اور عمل کا نام نہیں بلکہ ذہن اور دل کی حالت کا نام ہے، جس میں بندہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتا اور انھیں مقدم رکھتا ہے۔ یہ دلوں کی وسعت اور نرمی کا نام ہے، جہاں بندہ دوسروں کا خیال رکھتا، اُن سے محبت کرتا، اُن کی مدد کرتا، اُن کے حقوق کا ادب و احترام کرتا اور اپنی پوری زندگی دوسروں کی ضروریات اور حقوق پورے کرتا دکھائی دیتا ہے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہوجائے تو اسے سخاوتِ نفس کہا جاتا ہے۔

سخاوتِ نفس سے متعلقہ روزمرہ امور

یاد رکھیں! سخاوتِ نفس حسنِ اخلاق کا کمال ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حُسْنُ الْخُلُقِ مِنْ خِصَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

’’حسنِ خلق جنتیوں کی خصلت ہے۔‘‘

ذیل میں سخاوتِ نفس سے متعلقہ چند امور کو احادیث مبارکہ کی روشنی میں واضح کیا جارہا ہے:

۱۔ لوگوں کے قریب ہونا

حسنِ خلق کے باب میں ایک معمولی سی سخاوتِ نفس کی طرف حضور نبی اکرم ﷺ نے اس طرح اشارہ فرمایا:

اِنَّ مِنْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ اَلتَّزَاوُرُ فِي اللهِ.

(ہندی، کنز العمال، ۹: ۱۸، رقم: ۲۴۸۲۷)

’’اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے ملنے کے لیے جانا مکارم اخلاق میں سے ہے۔‘‘

دوسروں کو ملتے ہوئے یہ کبھی محسوس نہ کریں کہ ’’میں بڑا ہوں اور وہ چھوٹا ہے، اُسے چاہیے کہ مجھے ملنے آئے، نہ کہ میں اسے ملنے جاؤں‘‘، اس طرح کی تمام سوچیں اصل میں دل کی تنگی کے سواء کچھ نہیں ہیں۔ ’’میں، ہم، ہمیں‘‘ (us, we, i) اصل میں تین بت ہیں۔ ہم کبھی ان دائروں سے باہر ہی نہیں نکلتے۔ اِن بتوں کی پوجا کرکے ہم شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو بندہ اپنی

فکر میں رہتا اور خود غرضی اختیار کرتا ہے تو گویا اس نے نفس کی کنجوسی اختیار کی۔ ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوجاتا ہے۔حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ يَأْلَفُ وَيُؤْلَفُ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ.

(طبرانی، المعجم الاوسط، ۶: ۵۸، رقم: ۵۷۸۷)

’’مومن وہ ہے جو دوسروں کے قریب ہے اور دوسرے لوگ اس کے قریب ہیں اور اس میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں جو دوسروں کے قریب نہیں اور دوسرے اس کے قریب نہیں۔‘‘

یہ امر متحقق ہے کہ لوگوں کے قریب وہی ہوگا جس کے دل میں سخاوت ہوگی، کیونکہ وہ دوسروں کے لیے اپنے احساسات، جذباتِ خیر، بھلائی و احسان اور محبت کی وجہ سے دوسروں کے قریب ہوگا۔ ایسے شخص کا دوسروں کے معاملات کے ساتھ ایک ربط اور تعلق قائم ہوجاتا ہے ایسے میں وہ دوسروں کا خیال کرے گا، اُن سے محبت کرے گا اور اسی بناء پر وہ لوگوں کے قریب ہوگا۔

اسی طرح لوگ بھی اُس کے قریب ہوں گے، اس لیے کہ وہ کوئی سخت اور بدمزاج بندہ نہیں ہوگا، وہ کسی کے لیے مشکلات کا باعث نہیں ہوگا، لوگ اُس کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں آسانی محسوس کریں گے، وہ نرم مزاج ہوگا، اس کی انہی خوبیوں اور خصلتوں کی بنا پر لوگ اُس سے تعلق قائم کرنے کی طرف مائل ہوں گے۔ ایسے شخص کو حضور نبی اکرم ﷺ نے مومن قرار دیا۔

اگر عبادات، وعظ و نصیحت، تبلیغ اور تعلیم و تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے باوجود ہمارے دل تنگ ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ عبادات، وعظ و نصیحت، پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے کا نور ہمارے رویہ میں نہیں آیا۔ ہمارے اقوال، وعظ و نصیحت، تعلیم و تدریس محض الفاظ ہیں، اگر اِن الفاظ کا معنی ہمارے دل میں نہیں اترا تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارے دل تنگ ہیں۔

لہٰذا مذکورہ حدیث مبارک سے یہ اصول واضح ہوا کہ مومن وہ ہے جو فاصلے مٹائے، وہ اللہ کے بھی قریب ہو، مخلوق کے بھی قریب ہو اور مخلوق بھی اُس کے قریب ہو، یعنی اللہ کی رحمت و شفقت کا فیض بانٹے۔

۲۔ لوگوں کو جوڑنا

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ اِلْفٌ مَأْلُوْفٌ. (قضاعی، مسند الشہاب، ۱: ۱۰۸، رقم: ۱۲۹)

’’مومن وہ ہے جو دلوں کو جوڑے۔‘‘

اِلْفٌ کا ایک معنی لَازِمٌ لِشَيْئٍ ہے۔ گویا مومن کے اندر الفت و محبت لازمی طور پر موجود ہوگی۔ یعنی دوسروں سے محبت کرنا، دوسروں کی خیر و بھلائی چاہنا، دوسروں کے لیے شفقت و رحمت اور آسانی کا باعث ہونا، یہ مومن کی صفتِ لازمہ ہے۔ گویا یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی شخص کے دل میں ایمان ہو اور اُس کا دل اللہ کے بندوں اور اس کی مخلوق کے قریب نہ ہو۔ اس لیے کہ ایمان، اللہ کی مخلوق سے دور نہیں ہونے دیتا۔

اِلْفٌ میں مبالغہ کا معنی بھی پایا جاتا ہے، یعنی مومن وہ ہے کہ جس میں محبت، الفت، شفقت اور رحمت کمال درجے کی پائی جائے۔ گویا اِلْفٌ کے دو معنی ہیں:

۱۔ محبت و شفقت لازمی طور پر موجود ہو۔

۲۔ محبت و شفقت انتہائی درجے کی پائی جائے۔

معلوم ہوا کہ جسے جتنا حسین الخلق پائیں، جس کے چہرے کو جتنا مسکراتا پائیں، جس میں لوگوں کے لیے جس قدر پیار، محبت، شفقت، نرمی، رحمت پائیں تو جان جائیں کہ اس کے اندر ایمان اتنے ہی کمال پر ہے۔ کیونکہ یہ صفات ایمان کے عکس ہیں۔ انہی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی حضور نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام ؓ کو تعلیم دیتے اور تلقین فرماتے۔

حضرت ابوسعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے رات کے کھانے پر حضور نبی اکرم ﷺ کو مدعو کیا۔ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب میزبان نے کھانا لگادیا تو ایک صحابی نے کھانا کھانے سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ: اِنِّيْ صَائِمٌ (میں روزے سے ہوں)۔ آپ ﷺ نے اس صحابی سے فرمایا:

دَعَاكُمْ اَخُوْكُمْ وَتَكَلَّفَ لَكُمْ ثُمَّ تَقُوْلُ اِنِّيْ صَائِمٌ، اَفْطِرْ ثُمَّ صُمْ يَوْمًا مَكَانَهُ اِنْ شِئْتَ.

(طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۳۰۶، رقم: ۳۲۴۰)

''تمہیں تمہارے بھائی نے دعوت دی، تمہارے لیے تکلیف اٹھائی اور آپ کہتے ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ روزہ افطار کرلو، بعد میں اس کی جگہ جب چاہنا روزہ رکھ لینا''۔

یعنی آپ ﷺ نے ایک صحابی کے جذبات اور اس کے دل کی خوشی کا احساس کرتے ہوئے دوسرے صحابی کو نفلی روزہ افطار کرنے کا حکم فرمایا۔ یہی روحِ شریعت اور فہمِ دین ہے۔ ہم نے شریعت کے الفاظ لے لیے اور ان کے معانی چھوڑ دیئے ہیں۔ ہم شریعت کے الفاظ کی وجہ سے باہم دست و گریبان ہیں۔ ہمیں اس کی خبر ہی نہیں ہوتی کہ الفاظ مختلف ہیں، ہوسکتا ہے کہ معنی سب کا ایک ہو۔ ہم چونکہ معنی سے بے خبر ہیں، اس لیے جھگڑوں میں پڑے ہیں۔

''اِلْفٌ'' سے ہی الفت اور تالیف کے الفاظ نکلے ہیں۔ کتاب لکھنے کو تالیف اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں الفاظ کو آپس میں جوڑا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ''مؤلفۃ القلوب'' کے الفاظ آئے ہیں۔ پس تالیف کا معنی دلوں کو جوڑنا اور فاصلوں کو مٹانا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے مومن کی تعریف ''اِلْفٌ مألوف'' کے ذریعے یہ کی کہ مومن وہ ہے جو لوگوں کو جوڑتا اور اکٹھا کرتا ہے، وہ کسی کو توڑتا نہیں ہے۔ دوسروں کو جوڑنے اور اکٹھا کرنے کا عمل اس وقت ممکن ہے جب جوڑنے والا دوسروں کے دلوں کے جذبات و احساسات کا خیال کرے۔

۳۔ لوگوں کو خوشی اور راحت بخشنا

امام ابوعبدالرحمٰن السلمی، امام بیہقی کے شیخ ہیں اور امام بیہقی کی کتاب ''السنن الکبریٰ'' کے تقریباً ہر صفحہ پر مذکور کم از کم ایک تہائی یا نصف روایات امام بیہقی نے امام السلمی سے روایت کی ہیں۔ لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ امام السلمی کا نام ''محمد بن حسین'' ہے۔ امام بیہقی نے امام ابوعبدالرحمٰن السلمی کے اسی نام سے السنن الکبریٰ میں روایات درج کی ہیں۔

اسی جلیل القدر اور اعلیٰ مقام و مرتبہ کے حامل امام عبدالرحمٰن السلمی سے روایت ہے کہ حضرت حسین بن زید نے سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ کیا کبھی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے مزاح فرمایا؟ حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ نے آپ ﷺ کو مزاح اور خوش مزاجی کے بہترین طریقے اور آداب سے نوازا تھا۔ اللہ نے اپنے جتنے پیغمبر بھیجے، ان میں سے اکثر میں سنجیدہ مزاج غالب تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ شفقت و رحمت اور محبت و نرمی سے معمور تھے۔ آپ ﷺ کی لوگوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کی ایک علامت یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ مزاح فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُبَشِّرَ رَجُلَ مِنْ اَصْحَابِهٖ اِذَا رَاٰهُ مَغْمُوْمًا. (السلمی، کتاب الفتوۃ، ص: ۱۸، ۱۹)

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ میں سے اگر کسی کو غمزدہ دیکھتے تو اپنی خوش مزاجی اور مزاح کے ساتھ اُس کو خوش کرتے اور اس کی زندگی سے غم اور اداسی کو دور فرماتے۔

دوسرے مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ المعبس فِيْ وُجُوْهِ اِخْوَانِهٖ.

(السلمی، کتاب الفتوۃ، ص: ۱۸، ۱۹)، (کنز العمال، ۳: ۱۷۸، رقم: ۷۳۵)

''بے شک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو اپنے دوستوں کے لیے ناراض، مغموم اور اداس چہرہ رکھتے ہیں۔''

یعنی جو دوستوں میں اپنے چہروں کو فراخ اور کشادہ ظاہر نہیں کرتے، اپنے چہرے پر نرمی، مسکراہٹ، رحمت، شفقت اور محبت کا عکس نہیں لاتے اور دوستوں سے مسکرا کر نہیں ملتے، وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگوں میں شامل نہیں ہوتے۔

آپ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ صدقہ کرو۔ اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تبسمك فی وجه اخيك لك صدقة ''اپنے بھائی سے مسکراتے ہوئے چہرے سے ملنا بھی صدقہ ہے۔'' (سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، ۴: ۳۳۹، رقم: ۱۹۵۶)

گویا لوگوں کے دلوں کو راحت بخشنا اور خوشی دینا اور لوگوں کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھنا بذاتِ خود صدقہ ہے۔

حضرت واثلہ القرشی کی ایک روایت کو امام بیہقی نے شعب

الایمان میں بیان کیا ہے (یہ امر ذہن میں رہے کہ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ میں نے شعب الایمان میں ''صحیح حدیث'' لینے کا اہتمام کیا ہے) کہ ایک شخص مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوا، اس وقت حضور نبی اکرم ﷺ مسجدِ نبوی میں اکیلے تشریف فرما تھے۔ حدیث مبارک کے الفاظ ہیں کہ فَتَحَرَّکَ لَهُ النَّبِی ﷺ. آپ ﷺ نے اس کے لیے اپنی جگہ سے تھوڑی سی حرکت فرمائی۔'' عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! اَلْمَکَانُ وَاسِعٌ: ''جگہ وسیع ہے''۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے جگہ کیوں چھوڑی اور اپنی جگہ سے حرکت کیوں فرمائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لِلْمُوْمِنِ حَقًّا اذا رآه اخوه ان یتزحزح له.

''یہ مومن کا حق ہے کہ جب وہ اپنے بھائی کو دیکھے تو اس کے لیے کشادگی پیدا کرے۔''

(کنزالعمال، ۹: ۹۸، رقم: ۲۵۷۶۷)

یعنی جگہ ضرور وسیع ہے مگر دل کے اندر مومن کے لیے وسعت ہونی چاہیے۔ یہ مومن کا حق ہے کہ اُسے عزت دی جائے، اُسے خوش آمدید کہے جانے اور عزت دیئے جانے کا احساس دلایا جائے۔ اس لیے کہ اپنے عمل سے Wellcoming کا احساس دلانا، دوسرے کو خوش کردیتا ہے۔ ایسی Body language یا الفاظ استعمال کرنا یا مصافحہ کرتے ہوئے ہاتھوں سے گرم جوشی کا اظہار کرنا، چہرے پر خوشی اور مسکراہٹ لانا، خوش کن کلام کرنا اور اس کی طرف پورے طریقے سے متوجہ ہونا تاکہ اُسے محسوس ہو کہ میرے دوست یا بھائی نے مجھے خوش آمدید کہا ہے اور مجھے باعزت طریقے سے ملا ہے تو یہ امر اسے خوشی عطا کردیتا ہے۔ اگر آنے والے سے رسمی طور پر اس طرح ملا جائے کہ نہ چہرے پر مسکراہٹ آئے، نہ اس کا حال پوچھیں، نہ Body Language سے اُسے محبت منتقل کریں تو یہ مصافحہ ہی نہیں ہے۔

سخاوتِ نفس؛ دخولِ جنت کا باعث

سخاوتِ نفس ایک ایسی صفت ہے جو مومن کو جنت میں لے جانے کا باعث بنتی ہے۔ اس سلسلہ میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَبْدَالَ اُمَّتِی لَمْ یَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِالْاَعْمَالِ، وَفِی رِوَایَةٍ اُخْرٰی بِکَثْرَةِ صلاتهم ولا صیامهم وَلٰکِنَّ اِنَّمَا دَخَلُوْهَا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَسَخَاوَةِ الْاَنْفُسِ وَسَلَامَةِ الصُّدُوْرِ وَرَحْمَةً لِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ.

(بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۴۳۹، رقم: ۱۰۸۹۲، ۱۰۸۹۳)

''بے شک میری امت کے ابدال (اولیاء) اعمال کے بل بوتے پر جنت میں داخل نہیں ہوں گے، دوسری روایت میں ہے کہ کثرتِ صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ وہ جنت میں اللہ کی رحمت، سخاوتِ نفس، صدور کی (وساوس وخواہشات سے) سلامتی اور تمام مسلمانوں کے لیے رحمت ہونے کی وجہ سے داخل ہوں گے۔''

گویا اِن اولیاء کا ہر ایک کے لیے رحمت و شفقت کا پیکر ہونا، ان کے جنت میں داخلے کا سبب ہوگا۔ ان کے دلوں میں کنجوسی نہیں ہوگی بلکہ سخاوت ہوگی، ان کے دل طمع، لالچ، حسد، بغض اور کینے سے پاک ہوں گے اور یہ امر انھیں جنت میں لے جانے کا باعث ہوگا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خِیَارُ اُمَّتِی فِی کُلِّ قَرْنٍ یَعْفُوْنَ عَمَّنْ ظَلَمَهُمْ وَیُحْسِنُوْنَ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْهِمْ وَیَتَوَاسَوْنَ فِیْمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ.

(ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، ۱: ۸)

''ہر زمانے میں میری امت کے سب سے بہترین لوگ وہ ہوں گے جو اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو معاف کردیں گے، اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور اللہ تعالیٰ جب بھی اُنھیں کسی نعمت سے نوازے گا وہ اُسے دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے خرچ کردیں گے۔''

۳۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے اولیاء جنت میں کثرتِ صوم وصلوٰۃ کے سبب داخل نہیں ہوں گے بلکہ وہ اپنے دلوں کی طہارت اور سخاوتِ قلب کے سبب جنت میں داخل ہوں گے۔

(بیہقی، شعب الایمان، ۷:۴۳۹، رقم:۱۰۸۹۲)

یعنی ان کے دلوں میں بغض، حسد، عناد، عداوت اور تنگی نہیں ہوگی بلکہ وہ دلوں کی فراخی و طہارت اور سخاوتِ نفس کے مالک ہوں گے۔

۴۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ہر صدی میں میری امت میں سے بہترین لوگ وہ ہوں گے جو سخاوتِ نفس، عفو و درگزر اور وسعتِ قلبی کے باعث دوسروں سے ممتاز ہوں گے۔“ (دیلمی، مسند الفردوس، ۳:۱۴۰، رقم: ۴۳۷۵)

۵۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ليسوا بالمتماوتين ولا المتهالكين ولا المتناوشين لم يبلغوا ما بلغوا بكثرة صوم ولا صلاة و انما بلغوا ذلك بالسخاء والصحة القلوب والمناصحة لجميع المسلمين.

(ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۲۶: ۴۳۵، رقم ۳۱۲۴)

”وہ لوگ جو زندگی میں ہر ایک کا حق (حقوق اللہ اور حقوق العباد) ادا کرتے ہیں، وہ لوگ جو کسی کے لیے نقصان کا سبب نہیں بنتے اور وہ لوگ جو ہر ایک کی بھلائی کے چاہنے والے ہوتے ہیں، وہ جنت میں کثرتِ صوم و صلوٰۃ کے سبب داخل نہیں ہوں گے بلکہ سخاوتِ نفس، سلامتِ قلب اور جمیع مسلمین کے ساتھ محبت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے۔“

حاملینِ سخاوتِ نفس کا جنت میں مقام

بندہ جب مخلوق سے محبت کرتا ہے تو پھر اللہ اُس بندے سے محبت کرتا ہے۔حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ

اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ. (سنن الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الحب والاثم، ۴:۵۹۷، رقم: ۲۳۹۰)

یعنی وہ لوگ جو اللہ کی جلالت وعظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے، انبیاء اور شہداء بھی اُن کا مقام دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ یہ نبی اور شہید بھی نہیں ہیں پھر بھی اللہ نے انھیں یہ مقام عطا کیا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمیں ان کے بارے میں بتائیں کہ یہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطُونَهَا، فَوَاللهِ اِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ وَاِنَّهُمْ لَعَلَى نُورٍ. (ابوداؤد، السنن، كتاب البيوع، باب: في الرهن، ۳:۲۸۸، رقم:۳۵۲۷)

”وہ ایسے لوگ ہیں جن کی باہمی محبت صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتی ہے نہ کہ رشتہ داری اور مالی لین دین کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کی قسم! ان کے چہرے نور (سے مزین) ہوں گے اور وہ نور (کے ٹیلوں) پر ہوں گے۔“

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.

”خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اورنہ وہ رنجیدہ وغمگین ہوں گے۔“ (یونس،۱۰:۶۲)

جب ایمان انسان کا گھر بن جاتا ہے اور بندہ ایمان کے گھر میں رہنا شروع کردیتا ہے تو پھر وہ ہر ایک سے محبت کرتا ہے اور کسی سے نفرت نہیں کرتا۔ گویا دلوں کی طہارت، وسعتِ ظرفی اور سخاوتِ نفس ہی کے سبب اللہ تعالیٰ اِن اولیاء کو جنت میں یہ اعلیٰ مقام عطا کرے گا۔

ایک اور مقام پر حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَحقت مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِيْنَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلمتباذلين فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَصَادِقِيْنَ فِيَّ والمتواصلين. (مسند احمد بن حنبل، ۵: ۲۲۹)

”وہ لوگ جو میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں، میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں، میری وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ سچے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے سے جڑے رہتے ہیں، ان پر میری محبت واجب ہوگئی۔“

جب دل سخی ہوجائیں، دلوں میں طہارت آجائے اور اس کے نتیجے میں لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوجائیں اور اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کریں تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے اور اس عمل سے انسانی کردار اور قلوب و ارواح کی تطہیر ہوجاتی ہے۔

سخاوتِ نفس اور اکابر اولیاء کے احوال

اکابر اولیاء، صلحاء اور اہل اللہ کے دلوں میں جب سخاوت آجاتی ہے تو اُن کی سوچ، مزاج، عادات، رویہ اور زندگی بسر کرنے کا طور طریقہ بدل جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا گزر دورانِ سفر ایک دفعہ کھجوروں کے باغ سے ہوا، انھوں نے وہاں ایک کالے رنگ کا غلام دیکھا، جس کے چہرے پر گزشتہ دو تین دن سے بھوکے رہنے کے آثار تھے۔ انھوں نے اپنے پاس موجود تین روٹیاں اس غلام کو دے دیں۔ اتنی دیر میں ایک کتا اُس غلام کے پاس آبیٹھا۔ غلام جو خود بھی بھوکا تھا، اس نے ایک روٹی اُس کتے کے آگے پھینک دی۔ کتے نے وہ روٹی کھالی۔ غلام نے دوسری روٹی بھی کتے کے آگے پھینک دی، کتے نے وہ بھی کھالی مگر کتا وہاں سے نہ گیا۔ غلام نے تیسری روٹی بھی اس کتے کو پھینک دی، اس نے وہ بھی کھالی۔ تیسری روٹی کھا کر کتا وہاں سے چلا گیا۔ اس سارے منظر کو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے اس غلام سے پوچھا:

كَمْ قُوْتُكَ كل يَوْم يَا غُلَام؟

''اے نوجوان ہر روز تیری خوراک کتنی ہے؟''

اس نے کہا: تین روٹیاں۔

پوچھا: فَلِمَ اثرت به هذا الْكَلْبَ ''تو نے ساری روٹیاں کتے کو کیوں کھلادیں؟'' اس نے کہا:

ماهی بارض كلاب، انه جآء من مسافة بعيدة جائعا فكرهت ان اشبع وهو جائع.

''ہماری زمین پر کتے نہیں ہوتے، میں نے جب اس کتے کو دیکھا تو مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ کتا کہیں بہت دور سے آیا ہے اور بھوکا ہے۔ میرا دل نہیں مانا کہ میرا پیٹ بھرا ہوا ہو اور کتا بھوکا ہو۔''

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ:

الام علی السخاء ان هذا الغلام لاسخی منی.

(غزالی، احیاء العلوم الدین، ۳: ۲۵۸)

''یہ سخاوتِ نفس کا معاملہ ہے اور یہ غلام مجھ سے زیادہ سخی ہے۔''

روحانیت، اللہ کی ولایت، اللہ کی دوستی اور قرب کے حصول کا دارومدار سخاوت پر ہے۔ اس کو سخاوتِ نفس کہتے ہیں کہ بندہ ایک کتے کو بھی پریشانی اور بھوک میں نہ دیکھ سکے۔

ایک مرتبہ حضرت معروف کرخیؒ (ایک روایت میں حضرت ذوالنون مصریؒ کا ذکر ہے) اپنے کچھ مریدین کے ہمراہ ایک کشتی میں سفر کررہے تھے۔ اس کشتی میں بغداد کے کچھ نوجوان بھی سوار تھے، وہ شراب پی رہے تھے، اودھم مچارہے تھے اور ناچ گارہے تھے۔ ان کے مریدین اور طلبہ نے عرض کیا کہ حضرت ان کو آپ کا بھی حیاء نہیں ہے، ان کے لیے بددعا کریں۔ حضرت معروف کرخیؒ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھالیے اور دعا کی کہ باری تعالیٰ ان کو آخرت میں بھی اسی طرح خوش رکھ جس طرح یہ آج یہاں خوش ہیں۔

مریدین اور طلبہ پریشان ہوگئے اور حضرت معروف کرخیؒ سے عرض کیا کہ ہم نے تو ان کے لیے بددعا کا عرض کیا تھا تاکہ ان کو سبق ملے، مگر آپ نے ان کے لیے آخرت میں بھی خوشی مانگ لی۔ آپ نے فرمایا: آخرت میں اللہ اِن کو تب ہی خوش رکھے گا کہ ان کی توبہ قبول کرے گا۔ ان کی توبہ قبول ہوگی تو تب ہی آخرت کی خوشی نصیب ہوگی۔ میں نے تو اللہ کے حضور ان کی توبہ کی توفیق کی دعا کی ہے تاکہ آخرت میں بھی خوش رہیں۔

(السلمی، کتاب الفتوۃ، ص:۵۹)، (القشیری، الرسالہ، ص: ۲۶۵)

پس جن کے دل سخی ہوجاتے ہیں، وہ اللہ کے قریب ہوجاتے ہیں اور ان کی زبان بددعا بھی نہیں دے سکتی۔ وہ سرتاپا رحمت و دعا اور محبت و شفقت ہوتے ہیں۔ یہی ایمان کا راز ہے اور ایمان کا راز سخاوتِ قلب، دلوں کی نرمی، وسعتِ ظرفی میں پوشیدہ ہے۔ اگر یہ کرلیں تو انسانی رویہ، مزاج اور کردار کی تطہیر ہوجاتی ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں کردار کی تطہیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

الفقہ: آپ کے فقہی مسائل

حد سے بڑھنا ظلم اور زیادتی ہے

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچو

اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کا حکم دو الگ الگ چیزیں ہیں

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: بعض ممالک میں اونٹوں کی دوڑیں ہوتی ہیں، اونٹوں کی رفتار تیز کرنے کے لیے پہلے اس پر معصوم بچے بٹھائے جاتے تھے جن کے رونے سے اونٹ تیز بھاگتے تھے۔ اب حکومت نے اس پر پابندی لگادی ہے تو اب اس کا متبادل انھوں نے ایک چھوٹی سی مشین ہے جسے ریموٹ سے کنٹرول کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعے اونٹ کو سخت تکلیف پہنچائی جاتی ہے حتی کہ بعض اوقات اس کی جلد بھی اتر جاتی ہے۔ اس تکلیف سے اونٹ کی رفتار تیز ہوجاتی ہے۔ کیا اسلام جانوروں کے ساتھ اس طرح کے سلوک کی اجازت دیتا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: ظلم کا معنی ہے: وضع الشیئ فی غیر موضعه کسی چیز کو اس کے محل میں نہ رکھنا۔ اصمعی نے کہا: ما ظلم کا مطلب ہے اس نے فلاں چیز کو غیر محل میں نہیں رکھا۔ عربی مثال ہے: من استرعی الذئب فقد ظلم جس نے بھیڑیا چرایا (پالا) اس نے ظلم کیا۔ معلوم ہوا کہ ظلم و زیادتی سے مراد حد سے بڑھنا ہے۔ قرآن کریم میں شرک کو بڑا ظلم کہا گیا، اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، رزق دیتا اور انعام و اکرام کرتا ہے، وہ ایک ہے، کوئی دوسرا اس جیسا نہیں مگر جب کسی غیر کو اس کے برابر کر دیا جائے تو یہ سب سے بڑا ظلم ہے کہ نعمت و احسان غیر رب کی طرف کر دیا گیا۔

(ابن منظور، لسان العرب، ۸: ۲۶۴)

کسی چیز کو کمی یا زیادتی کر کے یا اس کے وقت یا مکان سے ہٹا کر اس کے غیر محل میں رکھنا۔" (ابن الاثیر، النھایہ، ۳: ۱۶۱)

اللہ تعالیٰ کا مخلوق پر بالعموم اور انسان پر بالخصوص احسانِ عظیم ہے کہ فرمایا: خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا. "اس نے زمین میں ہر چیز تمہارے لیے پیدا کی"۔ (البقرہ، ۲: ۲۹) ان نعمتوں کو شمار کرنا ہی ہمارے لیے ناممکن ہے ہم کیسے اور کس زبان سے اس پروردگار کا شکر کریں؟ کم سے کم یہی احساس تو بیدار رہنا چاہیے۔

مگر افسوس! صد افسوس کہ طاقتور انسان اپنے سے کمزور حیوانوں، انسانوں، درختوں، کھیتوں، باغوں، آبادیوں کو اکثر اپنے ظلم وستم کا نشانہ بناتا ہے، اور اس سے وہ اپنی شیطانی خواہشات کا سامان اور مخلوقِ خدا کو اس کے قدرتی بنیادی حقوق سے محروم کرتا ہے اور یوں جنتِ ارضی کو اپنے ظلم سے جہنم بناتا رہا اور بنا رہا ہے اور نہ جانے کب تک ظلم کی شب دیجور دراز ہوتی رہے گی۔

بعض عرب و افریقی ممالک میں اونٹوں کی ریس ہوتی ہے۔ اور اس میں دو بڑے گناہ وظلم روا رکھے جاتے ہیں:

۱۔ جوا: جیسے ہمارے ملک سمیت اکثر ممالک میں گھڑ دوڑ (ریس) کے ذریعہ جوا کھیلا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ گھڑ دوڑ، بیلوں، بکروں، چھتروں، اونٹوں، انسانوں، کتوں وغیرہ کے دوڑ کے مقابلے اس صورت میں جائز ہیں کہ اگر کوئی حکومت، کوئی تنظیم، کوئی فرد یا افراد یا جماعت یہ مقابلے کروائے اور جیتنے والے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اسے انعام دے بلکہ ہارنے والوں کو بھی مناسب انعام دے کر حوصلہ افزائی کرے۔ اس طرح کرنا درست ہے۔

۲۔ لیکن جب دو فریق، دو افراد یا تنظیمیں یہ مقابلے کروائیں اور مقابلہ میں حصہ لینے والے دونوں فریقوں سے رقم لے کر اپنے

پاس رکھیں اور بعد ازاں ساری رقم جیتنے والے کو دے دیں، یہ جوا اور قمار ہے اور یہ حرام ہے۔

بعض عرب و افریقی ممالک اونٹوں کی ریس کرواتے ہیں۔ مقابلہ کی ٹیموں کے لیے لاکھوں ڈالر انعامی رقوم مختص کرتے ہیں، بڑے بڑے گروپ ان مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں، اونٹوں کو تیز رفتاری کے ساتھ دوڑانے کے لیے مختلف ایشیائی و افریقی غریب بچوں کو لایا جاتا ہے، بچوں کو پیش کرنے والے اغواء کنندگان اور غربت کے مارے سنگدل والدین، منتظمین کے ہاتھوں ان بچوں کو بیچتے ہیں۔ منتظمین مقابلہ کے وقت ان بچوں کو اونٹوں کی پشت پر رسوں سے باندھ دیتے ہیں پھر ان اونٹوں کو دوڑ میں شامل کرتے ہیں۔ مقابلہ جیتنے کے لیے اونٹوں کو کوڑے مار کر سواری کو تیز رفتاری کے ساتھ دوڑاتے ہیں، بچوں کی چیخ و پکار، تڑپنے، بلکنے سے اونٹوں کی رفتار اور بڑھ جاتی ہے۔ بچوں کی اذیت اور اونٹوں کی تیز رفتاری سے قرونِ اولیٰ کے ظالم بادشاہوں کے یہ شہزادے رقصِ بسمل دیکھتے اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔

بسا اوقات ظلم وستم کا شکار یہ بے کس و بے بس بچے زخمی ہو جاتے ہیں۔ کچھ نیچے گر کر پاؤں میں مسلے اور کچلے جاتے ہیں، ان جسموں سے بہتے خون اور ان کے منہ سے نکلنے والے نالے بھی ان سنگدلوں کو متاثر نہیں کرتے۔ ہوسِ مال و نفس نے ان کی آنکھوں پر حرص و لالچ کی پٹی باندھ رکھی ہے۔ ہمارے نزدیک کسی بھی ذی روح پر ظلم و زیادتی جرمِ عظیم اور گناہ کبیرہ ہے اس ظلم کو فی الفور بند کیا جانا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

إياك ودعوة المظلوم فإنما يسأل الله تعالى حقه وإن الله لا يمنع ذا حق حقه.''

(بیہقی، شعب الایمان، ۶:۴۹، الرقم: ۷۴۶۴)

''اپنے آپ کو مظلوم کی بد دعا سے بچاؤ، وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق ہی تو مانگتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کسی حقدار کا حق نہیں روکتا۔'' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''تم لوگ قیامت کے دن حقداروں کے حقوق ادا کرو گے یہاں تک کہ بغیر سینگوں کی بکری کا سینگ والی بکری سے قصاص لیا جائے گا۔'' (مسلم، الصحیح، ۴:۱۹۹۷، الرقم: ۲۵۸۲)

اندازہ لگائیں کہ یہ بدلہ تو سینگ والی بکری (یا کسی دوسرے جانور) سے لیا جائے گا جس نے بغیر سینگ والی بکری پر زیادتی کی۔ ان انسانوں کا کیا بنے گا جو حیوانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ پھر ان انسانوں کا کیا بنے گا جو انسانوں پر ظلم کریں، پھر ان انسانوں کا کیا بنے گا جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے حقوق پامال کریں، ان کی عزت و احترام اور اطاعت نہ کریں۔ خدا کی پناہ!

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ہمارے ہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ ساز و سامان۔ فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ جیسی بڑی نیکیاں لے کر آئے گا حالانکہ اس نے اس کو گالی دی، اس پر بدکاری کی تہمت لگائی، اس کا مال ہڑپ کیا اور اس کا خون بہایا، اسے مارا پیٹا۔ اس حقدار کو اس کی نیکیوں میں سے کچھ دے دی گئیں اور کچھ دوسرے حقدار کو۔ یوں نیکیاں ختم ہوگئیں اور اس کے ذمہ دوسروں کے حقوق باقی رہ گئے تو ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے، پھر اسے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ (مسلم، الصحیح، ۴:۱۹۹۷، الرقم: ۲۸۸۱)

مختصر یہ کہ جس طرح انسانوں کو ایذاء دینا حرام ہے، اسی طرح آج مروجہ طریقہ جس میں اونٹ کو تیز دوڑانے کے لیے کسی مشین کے ذریعے اونٹ کو اذیت دی جاتی ہے، یہ ایذاء دینا بھی حرام ہے اور حرام کام پر جوا کھیلنا تو ظلم پر ظلم ہے، حرام ہے قطعی حرام ہے۔ ان مظلوموں کی طرف سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خود اس ظلم کا بدلہ لے گا یہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔

سوال: خودکشی حرام کیوں ہے جب کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھی ہوتی ہے؟

جواب: صرف خودکشی ہی نہیں قتل، حادثات اور دیگر تمام جرائم کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ یہ حرام کیوں ہیں؟ جبکہ یہ سب تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھے جا چکے ہیں۔ دراصل ایسے خدشات مسئلہ تقدیر کے نہ سمجھنے یا ناقص معلومات کی وجہ سے پیدا ہوتے

ہیں۔ اچھے اعمال پر بھی یہ سوال ہوگا کہ جب سب کچھ لکھا جا چکا ہے تو ان کے کرنے میں بندے کا کیا کمال ہے؟

جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کا حکم الگ الگ دو چیزیں ہیں۔ بندہ حکم کا پابند ہے اور اس سے اسی کی تعمیل یا مخالفت کا سوال ہوگا۔ بندہ اسی کا مکلّف ہے۔ احکام شرع واضح ہیں ان میں کوئی اخفا و اجمال نہیں ہے۔ رہا اللہ کا علم، سو ہمیں اللہ تعالیٰ کے علم کی کھوج لگانے کا نہ حکم ہے، نہ ضرورت اور نہ ہی اختیار اور یہی تقدیرِ الٰہی ہے۔

ہمیں ایمان لانے، نماز پڑھنے اور باقی احکامِ شرع کی ادائیگی کا حکم ہے۔ اس کے لیے ہمیں دو چیزوں کی ضرورت تھی:

(۱) احکامِ شرع کا علم (۲) ان کی ادائیگی پر قدرت

حصولِ علم کے لیے، کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ ﷺ اور اجماع و قیاس کے ذرائع ہمیں حاصل ہیں اور قدرت دو طرح کی ہوتی ہے۔ اول: عقلی وفکری قدرت جو ہمیں دل و دماغ کے ذریعے سے ملتی ہے اور دوم: جب احکامِ شرع کا علم بھی ہمیں حاصل ہوگیا اور ان کی ادائیگی کی قدرت بھی مل گئی تو ہم پر احکامِ شرع کی تعمیل لازم ہوگئی۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا علم بھی ہوگیا اور ان کی ادائیگی کی قدرت بھی میسر آ گئی، تو ہم پر ان کی ادائیگی فرض ہوگئی۔ اب اس سلسلہ میں اگر ہم سستی کریں گے تو مجرم کہلائیں گے جس کی جوابدہی ہوگی۔

یہ امر ذہن میں رہے کہ ہم اس قدرت اور علم کے باوجود کچھ کرنے یا نہ کرنے پر مختار ہیں، مجبور نہیں۔ فرائض کی ادائیگی کرنا چاہیں تو کوئی رکاوٹ نہیں، ٹالنا چاہیں تو کوئی ہاتھ پکڑ کر مسجد کی طرف گھسیٹنے والا نہیں۔ اس اختیار میں انسان کی عظمت ہے اور اس کے غلط استعمال میں اس کی ہلاکت ہے۔ اگر یہ احساس رہے کہ یہ علم اور قدرت دے کر میرا مالک مجھے امتحان میں ڈال رہا ہے کہ کیا ان صلاحیتوں کا جائز استعمال کرتا ہوں یا ناجائز؟ تو یقیناً یہ احساسِ ذمہ داری سیدھے راستے پر ڈال دے گی اور بندہ مالک کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہوگا، اور اگر انسان یہ احساس نہ کرے اور ان تمام تر صلاحیتوں کو غلط استعمال کرکے جرائم کماتا پھرے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنا چاہے تو گلہ کس کا؟

نیکی بدی کرنے والے کو یہ معلوم نہیں کہ میری قسمت میں نیکی کرنا لکھا ہے یا بدی؟ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ نیکی کا حکم دیا گیا ہے اور برائی سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا انسان کی یہ روش غلط ہے کہ معلوم کو چھوڑ کر نامعلوم کے پیچھے ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرے؟ جو اس کے علم میں ہے وہ حکمِ شرع ہے اور جو اس کے علم سے باہر ہے وہ علمِ الٰہی یا تقدیر ہے۔

میرے پاس زہر ہے، خنجر ہے، گولی ہے اور میں ان کے اچھے اور برے استعمال اور ان کے احکام بھی جانتا ہوں، پھر بھی ان کا غلط استعمال کر لیتا ہوں تو یہی میرا گناہ اور معصیت ہے اور اسی کا مجھے جواب دینا ہے۔ کسی آلہ کے غلط استعمال کے نتیجے میں ضرب کاری لگتی ہے یا معمولی خراش؟ موت واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کا مجھے پہلے سے کوئی علم نہیں، اور نہ ہی میں اس کا مکلّف ہوں۔ موت دینے والا وہی ہے جس نے زندگی دی تھی، میں موت دینے والا نہیں البتہ اس موت کا سبب میری ''ضرب'' ہے جس سے مجھے منع کیا گیا تھا۔ میں نے اپنے اختیار سے اس ممانعت کو توڑا ہے، یہی میرا جرم ہے اور اسی کی مجھے سزا ملے گی۔

پس حکمِ الٰہی تو یہ ہے کہ میں کسی کی ہلاکت کی تدبیر نہ کروں اور علمِ الٰہی یہ ہے کہ میں یہ تدبیر کروں گا یا نہیں؟ اگر کی تو نتیجہ کیا ہوگا؟ مرے گا، زخمی ہوگا یا تدبیر ہی فیل ہو جائے گی اور وہ شخص بچ جائے گا؟ یہ سب کچھ میرے علم میں نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

یہ مختصر سی بحث مسئلہ تقدیر کے سمجھنے میں ان شاء اللہ مددگار ثابت ہوگی۔ خودکشی حرام اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا واضح حکم ہے:

لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ''ہلاکت میں ہاتھ نہ ڈالو۔'' (البقرۃ، ۲: ۱۹۵) دوسرے مقام پر فرمایا:

لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا. (النساء، ۴: ۲۹)

''اپنے آپ کو قتل مت کرو یقیناً وہ تم پر مہربان ہے۔''

چونکہ خودکشی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنا حرام ہے۔ لہٰذا ایسا کرنے والا حرام کا مرتکب ہوا۔

❁❁❁❁❁

انفاق اور جذبۂ ایثار

کوئی غریب ہے یا امیر رضائے الٰہی کے لئے انفاق سب پر لازم ہے

صدقہ و خیرات سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے

آپ ﷺ نے فرمایا: صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے

پروفیسر محمد الیاس اعظمی

اسلام، دینِ فطرت اور دینِ رحمت ہے۔ اس کا ہر حکم فطرتِ انسانی کے عین مطابق اور اس کا عطا فرمودہ ہر عمل باعثِ رحمت ہے۔ اس لیے کہ اس کے قوانین و احکام حقیقت پسندانہ، انسانی طبیعت و مزاج کے عین مطابق اور عقل و خرد کے ساتھ طلائی وزن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس دینِ حق نے دنیائے انسانی کو عبادت و معاملات میں جو بھی احکام دیئے ہیں، وہ بے مقصد یا محض وقت گزاری کے لیے نہیں بلکہ اگر کوئی صاحبِ عقل و دانش اُن میں غور و فکر کرتا ہے تو وہ بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ دینِ اسلام کے ہر حکم کے پیچھے ایک حکمت و بصیرت، ایک نظامِ عمل اور ایک فلسفہ حیات موجود ہے۔

بقول علامہ محمد معراج الاسلام: اس نظامِ عمل اور فلسفہ حیات کا مقصد انفرادی کردار کی تشکیل، انسانی فطرت کی تہذیب اور قومی سطح پر محبت و اخوت اور ایثار و قربانی کے جذبے کی تعمیر ہے تاکہ فلاحی معاشرہ تشکیل پائے اور امن و امان اور سکون و اطمینان کو فروغ حاصل ہو۔ ایثار۔۔۔ خود غرضی، نفس پرستی، جاہ طلبی، خویش پروری اور حرص و ہوس کے مقابلے میں خیر خواہی اور دوسروں کی بھلائی چاہنے کا نام ہے۔ بالفاظِ دیگر انسانیت اور اہلِ ملت کے لیے قربانی دینے کا نام ہے۔'' (معراج الاسلام، کشف المحجوب میں ایثار کا بیان، ص ۵)

ایثار کا میدان بہت وسیع ہے۔ عزت و آبرو، جان و مال، مقام و مرتبہ اور ان کے علاوہ دیگر کئی امور و معاملات میں انسان ایثار کرتا ہے۔ ایثار کو محض دو چار اقسام تک محصور کرنا ممکن نہیں۔

قرآن مجید نے جود و سخا اور ایثار کی ضد ''شُحّ'' بیان کی ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ. (الحشر، ۵۹:۹)

''اور جو شخص اپنے نفس کے بُخل سے بچالیا گیا۔''

اس کی وضاحت کرتے ہوئے پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

''یہ ایک حقیقتِ واقعی ہے کہ دولت اور حاجت دونوں کی موجودگی میں جود و ایثار کی صفت کا پایا جانا بندے پر خدا تعالیٰ کا بہت بڑا لطف و کرم ہے، ورنہ ایسی صورتِ حال میں بندہ بخل کا شکار ہوجاتا ہے اور ایثار سے گریز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شُحّ فعل مجہول کا صیغہ استعمال کیا ہے۔

یہ نہیں فرمایا کہ جو ''شُحّ سے بچ جائے'' کیونکہ انسان کا از خود اس بیماری سے بچنا بہت مشکل ہے بلکہ فرمایا: ''جس کو شح سے بچالیا گیا'' یعنی جس پر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور اس مذموم خصلت سے بچالیا، وہ بچ سکتا ہے۔'' (ضیاء القرآن، ۵: ۱۷۷)

ایثار: قرآن مجید کی روشنی میں

سرچشمہ ہدایت قرآنِ مجید زندگی کے ہر پہلو سے مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے خواہ اس کا تعلق انسانی جذبات و خواہشات سے متعلق ہو یا کسی بھی انسانی معاملہ سے متعلق ہو۔ مشاہدہ ہے

☆ اسسٹنٹ پروفیسر کالج آف شریعہ، منہاج یونیورسٹی لاہور

کہ مال و دولت، آل و اولاد اور دنیوی جاہ و منصب انسان کی کمزوری اور اس کی خواہشات و جذبات کا مرکز ہوتے ہیں۔ وہ ان مذکورہ اشیاء کے لیے جان تک کھپا دیتا ہے، وہ ان کی خاطر ہر جائز و ناجائز اقدام کے لیے بھی ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ اس لیے اصلاح و تربیتِ نفس اور تزکیہ وتطہیرِ باطن کے لیے قرآن مجید نے جو نسخہ تجویز کیا ہے، اس میں دو چیزیں بڑی اہم ہیں:

۱۔ انفاق فی سبیل اللہ ۲۔ خدمتِ خلق

چنانچہ قرآن مجید نے جا بجا ان دونوں امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دینے کے ساتھ بخل وکنجوسی پر وعید بھی سنائی ہے۔ اسی طرح خدمتِ خلق کا حکم دیتے ہوئے انسانیت پر ظلم کرنے سے منع بھی کیا ہے۔

ایثار کا عمل صدقہ ہی کی ایک صورت ہے۔ انسان اپنے معمولاتِ یومیہ میں سے کچھ وقت نکال کر اپنے کسی غریب، حاجت مند، پریشان حال، مسکین و تنگ دست مسلمان بھائی یا کسی بھی دوسرے آدمی کی خدمت و مدد کے لیے انسانیت کی بنیاد پر اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اپنے علم، وقت، قوت و طاقت، منصب و اختیار، مال و دولت یا کسی بھی صلاحیت کو خرچ کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے خیرات (نیکی کا کام) اور صدقہ ہے۔ خلقِ خدا کی یہ خدمت اور عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ وہ قرآن مجید میں بندوں کو بار بار مختلف اسالیب اور پیرائے میں انفاق کا حکم دیتا ہے اور اس پر اپنی رضا کی خوشخبری دیتا ہے۔

انتخابِ مال کا اخلاقی ضابطہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری فرماتے ہیں: ''رضائے الٰہی کے نصب العین کی خاطر انفاق ہر ایک پر لازم ہے خواہ غریب ہو یا امیر، صاحبِ نصاب ہو یا غیر صاحبِ نصاب، تھوڑا دے سکے یا زیادہ جو کچھ بھی اسے میسر ہو، اسی میں حسبِ استطاعت انفاق کرنا ''احسان'' ہے۔ اس پر یہ شرط نہیں کہ کتنا مال ہو تو اس میں سے دے؟ یہ بات دینے والے کے اپنے ظرف، غنائے نفس اور اس کے ذاتی حالات پر منحصر ہے۔'' (حسنِ اعمال، ص: ۵۲۲)

لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انفاق کے لیے ایک ''اخلاقی ضابطہ'' ضرور مقرر کیا ہے تاکہ انفاق و صدقہ کے مقصودِ حقیقی کو صحیح اور کامل طور پر حاصل کیا جاسکے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنی ذات کے لیے کم تر، گھٹیا اور ردی چیز پسند نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ عمدہ، بہترین اور اچھی چیز کو پسند کرتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کی بابت یہ اخلاقی ضابطہ بیان کیا ہے کہ:

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ.

(البقرہ، ۲:۲۶۷)

''اور اس میں سے گندے مال کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کا ارادہ مت کرو کہ (اگر وہی تمہیں دیا جائے تو) تم خود اسے ہرگز نہ لو سوائے اس کے کہ تم اس میں چشم پوشی کر لو، اور جان لو کہ بے شک اللہ بے نیاز لائقِ ہر حمد ہے۔''

گویا راہِ حق میں خرچ کرنے کے لیے کوئی مقدار نہیں ہے، البتہ معیار ضرور مقرر ہے کہ جو چیز تم خود لینا پسند نہیں کرتے، وہ اللہ کی راہ میں بھی نہ دو۔ مطلب یہ کہ اس کی راہ میں وہی خرچ کرو جو خود پسند کرتے ہو۔

صدقہ: کمال کرم نوازی کی صورت

وہ خالقِ کائنات، خزائنِ کائنات کا مالک و مختارِ مطلق ہے، اس کی شان یہ ہے کہ وہ ہر کسی کو نواز رہا ہے۔ ہر مخلوق جسے اس نے پیدا کیا ہے، اس کے حسبِ ضرورت سب کو کھلاتا ہے مگر خود کھاتا نہیں۔ ہر کوئی اس کے درِ جود و سخاء سے پل رہا ہے، کون ہے جسے اس در کی خیرات ملی نہیں ہے؟ وہ عطائیں بھی خود کرتا ہے مگر اس کی کمال کرم نوازی ہے کہ جب وہ بندوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے تو پھر اپنی خوانِ نعمت سے دیئے گئے صدقہ کو قرض قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ. (البقرہ، ۲: ۲۴۵)

''کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے پھر وہ اس کے لیے اسے کئی گنا بڑھا دے گا، اور اللہ ہی (تمہارے رزق میں) تنگی اور کشادگی کرتا ہے، اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

اس آیتِ کریمہ میں اس ذاتِ کریمہ نے خزائن کا مالک مطلق ہونے کے باوجود صدقہ کو قرضِ حسنہ قرار دیا ہے۔ قرض کا لفظ ہی اس حقیقت کو واضح کررہا ہے کہ بندہ اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرتا ہے، وہ ذاتِ کریمہ اس کو کمال مہربانی سے قرض قرار دے رہی ہے تاکہ بندہ اپنے اللہ سے اپنے خرچ کردہ مال کا بدلہ لے سکے۔

صدقہ و ایثار کی اہمیت

اسلام کی تعلیمات میں ایثار و قربانی اور انفاق کی کس قدر اہمیت ہے؟ اس کا اندازہ حضور نبی اکرم ﷺ کے درج ذیل فرامین سے لگایا جاسکتا ہے:

(۱) ضرورت سے زائد روکنا برا ہے

انفاق کی اہمیت اس امر سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ضرورت سے زائد مال کو اپنے پاس روکے رکھنے کو برا قرار دیا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یا ابن آدم انك ان تبذل الفضل خیر لك وان تمسکه شرلك ولا تلام علی کفاف وابدا بمن تعول والید العلیا خیر من الید السفلی. (مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب ان الید العلیا خیر من الید السفلی، ۲: ۷۱۸)

’’اے ابنِ آدم! تیرے لیے ضرورت سے زائد چیز کا خرچ (خیرات وصدقہ) کرنا بہتر ہے اور (ضرورت سے زائد پاس) روکے رکھنا تیرے لیے برا ہے اور بقدرِ ضرورت اپنے پاس رکھنے پر تجھے کچھ ملامت نہیں اور پہلے اُن پر خرچ کرو جو تمہارے زیرِ کفالت ہیں اور اوپر کا ہاتھ (یعنی دینے والا ہاتھ) نیچے کے ہاتھ (یعنی لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے۔‘‘

(۲) انفاق، بیماریوں اور بری موت کو روکتا ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

وداؤوا امراضکم بالصدقة. (طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۱۲۸، رقم: ۱۰۱۹۶)

’’اور اپنی بیماریوں کا علاج صدقہ کے ذریعے کرو۔‘‘

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الصدقة لتطفی غضب الرب وتدفع میتة السوء. (ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الزکاة، ماجاء فی فضل الصدقة، ۲: ۴۴، رقم ۶۶۴)

’’بے شک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے (یعنی بری موت سے بچاتا ہے)۔‘‘

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’صدقہ کرنے میں جلدی کرو، مصیبت صدقے سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔‘‘ (بیہقی، السنن الکبریٰ، ۴: ۱۸۴، رقم: ۷۶۲)

(۳) انفاق: ایک دائمی نیکی

صدقہ و خیرات کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سرکارِ ابد قرار ﷺ نے اپنی زبان رسالت سے ارشاد فرمایا:

اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا ثلاث: صدقة جاریة او علم ینتفع به او ولد صالح یدعوله. (مسلم، الصحیح، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الثوب، ۳: ۱۲۵۵، رقم: ۱۶۳۱)

’’جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں لیکن تین عمل منقطع نہیں ہوتے۔

(۱) صدقہ جاریہ (۲) علمِ نافع

(۳) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے۔

(۴) انفاق سے مال کم نہیں ہوتا

شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے، وہ انسان کے دل میں وسوسہ اندازی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ دیکھ اے انسان! اگر تو نے صدقہ و خیرات کیا تو تنگ دست ہوجائے گا، تیرا مال کم ہوجائے گا۔ یوں وہ سخی کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شیطانی وسوسہ کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ج وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. (البقرہ، ۲: ۲۶۸)

’’شیطان تمہیں (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکنے کے لیے) تنگدستی کا خوف دلاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا

ہے، اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے، اور اللہ بہت وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔‘‘

صدقہ و خیرات سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔ چنانچہ صادق و مصدوق نبی اکرم ﷺ نے اپنی متعدد احادیث مبارکہ میں اس شیطانی وسوسہ کو رد کیا ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما نقصت صدقة من مال قط وما مد عبد يده بصدقة الا القيت في يدالله قبل ان تقع في يد السائل ولا فتح عبد باب مسألة له عنها غني الا فتح الله عليه باب فقر. (الطبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۳۲۱، رقم: ۱۲۱۵۰)

’’صدقہ دولت کو کم نہیں کرتا، جب کوئی آدمی اپنا ہاتھ صدقہ کرنے کے لیے بڑھاتا ہے تو وہ سائل تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ڈال دیا جاتا ہے اور جو آدمی مستغنی ہوتے ہوئے مانگنا شروع کردیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے تنگ دستی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ان الله عزوجل يقبل الصدقات و ياخذ ها بيمينه فيربيها لاحدكم كما يربى احدكم مهرة اوفلوة او فصيله حتى ان اللقمة لتصبر مثل احد.

(احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۷۱، رقم: ۱۰۰۹۰)

’’اللہ تعالیٰ صدقہ قبول کرتا ہے، اسے دائیں ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس طرح بڑھاتا ہے جس طرح تم گائے یا اونٹنی کے بچے کو پالتے ہو، ایک آدمی ایک لقمہ صدقہ کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ یا ہتھیلی میں بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اُحد پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے‘‘۔

بخل اور کنجوسی پر وعید

زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، خدمتِ خلق، ایثار وقربانی کی ضرورت واہمیت اور فضیلت کا مطالعہ کرنے کے بعد چند ارشادات اس کی ضد ’’بخل‘‘ کے بارے میں بھی ملاحظہ ہوں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

۱۔ وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى. وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى.

’’اور جس نے بخل کیا اور (راہِ حق میں مال خرچ کرنے سے) بے پروا رہا۔ اور اس نے (یوں) اچھائی (یعنی دینِ حق اور آخرت) کو جھٹلایا۔‘‘ (اللیل، ۹۲: ۸۔ ۹)

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (آل عمران، ۳: ۱۸۰)

’’اور جو لوگ اس (مال و دولت) میں سے دینے میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے وہ ہرگز اس بخل کو اپنے حق میں بہتر خیال نہ کریں، بلکہ یہ ان کے حق میں برا ہے، عنقریب روزِ قیامت انہیں (گلے میں) اس مال کا طوق پہنایا جائے گا جس میں وہ بخل کرتے رہے ہوں گے۔‘‘

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

والبخيل بعيد من الله، بعيد من الجنة، بعيد من الناس، قريب من النار، والجاهل سخى احب الى الله من عابد بخيل. (ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی البخیل، ۳: ۵۱۰، رقم: ۱۹۶۱)

’’بخیل آدمی اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے اور لوگوں سے دور ہے اور جہنم کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جاہل سخی، بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔‘‘

۴۔ ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مامن يوم يصبح العباد فيه الا ملكان ينزلان فيقول احدهما اللهم اعط منفقا خلفا ويقول الاخر اللهم اعط ممسكا تلفا. (مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب فی المنفق والممسک، ۲: ۷۰۰، رقم: ۱۰۱۰)

’’ہر روز صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والوں کو مزید مال عطا کر اور دوسرا کہتا ہے: الٰہی! بخیل کا مال تباہ کردے۔‘‘

مذکورہ فرامین سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ایک انسان کی مذہبی و معاشرتی زندگی اور انفرادی حالت میں بھی ایثار وصدقہ اور خیرات بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

حقیقتِ ایثار

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے وفا کیش غلام حضرت نافعؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کو ایک روز مچھلی کی خواہش ہوئی۔ تمام شہر میں تلاش کی مگر نہ ملی۔ چند روز بعد وہ مجھے (یعنی حضرت نافعؓ کو) ملی، فرماتے ہیں: میں نے وہ مچھلی پکوائی اور حضرت ابن عمرؓ کی خدمت میں حاضر کی۔ میں نے دیکھا کہ اس مچھلی کے پیش کرنے سے آپ مسرور ہوئے۔ اتنے میں ایک سائل نے باب عالی پر کھڑے ہوکر صدا دی۔ آپ نے حکم دیا کہ یہ مچھلی اس سائل کو دے دو۔ میں نے عرض کی: حضور! اتنی دیر بعد تو یہ مچھلی میسر آئی ہے، اب آپ سائل کو عطا فرما رہے ہیں، اس کی بجائے کچھ اور بخشش کردی جائے۔ فرمایا: اے غلام! یہ مچھلی کھانا مجھ پر حرام ہے۔ اس لیے کہ میں نے ایک حدیث کے موافق اس مچھلی کو اپنے دل کی خواہش سے باہر کردیا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے، جو میں نے حضورﷺ سے سنی ہے:

ایما امری یشتھی شھوۃ فرد شھوتہ واثر الاخرۃ علی نفسہ غفرلہ. (ھجویری، کشف المحجوب، ۲۵۹)

’’جو انسان کسی چیز کی خواہش کرے پھر اس چیز کی طرف سے دست بردار ہوکر آخرت کو نفس کی خواہش پر ترجیح دے تو لامحالہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردے۔‘‘

☆ ہجرت کے موقع پر حضور نبی اکرمﷺ کے بستر مبارک پر حضرت علی المرتضیٰؓ کا سونا اور غزوہ اُحد کے موقع پر شہدائے اسلام کا انتہائی کرب میں بھی ایثار سے کام لیتے ہوئے خود پانی نہ پینا اور اپنے دوسرے مسلمان کی طرف پانی کردینا، تاریخ کی وہ لازوال داستانیں ہیں کہ جس پر تاریخِ انسانی ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔

ان واقعات میں دوسرے انسان کی خاطر اپنی خواہش کی قربانی اور ایثار کی عملی مثال ہمارے لیے درس ہے کہ ہم بھی معاشرے کے نادار لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایثار سے کام لیتے ہوئے اپنی خواہش کو ان پر قربان کردیں۔

بدنی ایثار کی مثال

منقول ہے کہ حضرت ابراہیم خواصؒ سفر پر جارہے تھے۔ آپ کے ساتھ تین اور آدمی بھی تھے۔ آپ جنگل میں کسی مسجد میں پہنچے اور وہاں رات گزاری۔ مسجد کا کوئی دروازہ نہ تھا اور سردی شدت کی تھی، سب سوگئے۔ صبح جب بیدار ہوئے تو ابراہیم خواصؒ کو دروازے پر کھڑا دیکھا۔ ساتھیوں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں تمہیں سردی نہ لگے، اس لیے میں رات بھر وہاں دروازے پر کھڑا رہا۔ (قشیری، الرسالۃ القشیریہ، ص ۴۳۶)

اسی قسم کا ایک واقعہ ابوعلی رباطیؒ اپنے شیخ حضرت عبداللہ مروزیؒ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ ان کا دستور تھا کہ وہ زادِ راہ اور سواری کے بغیر جنگل کو نکل جاتے تھے۔ جب میں ان کی صحبت میں آیا تو مجھے فرمایا کہ حاکم بننا پسند کرے گا یا میں حاکم رہوں۔ میں نے عرض کیا: آپ ہی حاکم رہیں۔ فرمایا: پھر تمہیں اطاعت کرنا ہوگی۔ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر آپ نے ایک تھیلا لیا، اس میں زادِ راہ رکھا اور اسے اپنی پشت پر اٹھایا۔ جب میں یہ کہتا کہ یہ تھیلا مجھے دیجئے تاکہ میں اسے اٹھاؤں تو فرماتے: میں حاکم ہوں اور تمہیں میری اطاعت کرنی چاہیے۔

ابوعلی رباطیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات بارش ہوئی اور میرے شیخ چادر لیے صبح تک میرے اوپر سایہ کیے رہے تاکہ میں بارش سے بچا رہوں، میں دل میں کہتا: کاش! میں مرجاتا اور یہ نہ کہتا کہ آپ حاکم رہیں۔ (قشیری، الرسالۃ القشیریہ، ص ۴۳۴)

ایثار کے بارے میں اقوالِ صوفیاء

صوفیاء کرام کی تعلیمات و افکار کا مطالعہ کرنے سے جہاں تزکیہ نفس کے لیے ذکر و فکر کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے وہاں ان کی سیرت و کردار اور اقوال و ارشادات میں خدمتِ خلق، جودوسخا، ایثار و قربانی اور انسانیت کے ساتھ بلا امتیازِ رنگ و نسل، مذہب و مسلک اور زبان و علاقہ کے جاہلانہ تعصّبات سے مبرا محض خلقِ خدا ہونے اور انسانیت کے آفاقی تصور کے تحت اپنے پرائے، دوست، دشمن، مسلم و غیر مسلم ہر کسی کے ساتھ ہمدردی و مہربانی، محبت و شفقت کے عملی مظاہر بکثرت نظر آتے ہیں۔ جودوسخا، ایثار و قربانی اور انسانی ہمدردی و خیر خواہی انسانی کردار کی وہ روشن کرنیں ہیں کہ جنھوں نے دنیائے عالم کو روشن و منور کررکھا ہے۔

۱۔ حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد گرامی ہے:

"میں تم سب کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ و طاعت پر قائم رہتے ہوئے اپنے آپ پر شریعت کی ظاہری چیزوں (احکام) کو لازمی کرلو، سینے کو سلامت رکھو، نفس کو سخاوت پر آمادہ رکھو، چہرے سے اظہارِ بشاشت کرو اور خوب خرچ کرو۔ دنیا و آخرت کے معاملات میں ایک دوسرے کی معاونت کرو۔ جب دل اللہ رب العزت کے دروازے پر ٹھہرتا ہے تو اس کی طرف کرامت کا ہاتھ نکلتا ہے اور اس پر رحمت کو نازل کرتا ہے، اس کو سخی با ایثار بنادیتا ہے، مخلوق پر سخاوت کرتا ہے اور ان پر کسی چیز کے بخل کو روا نہیں رکھتا ہے۔"

(جیلانی، عبدالقادر، شیخ سید، فتوح الغیب، ص۱۳۲)

۲۔ حضرت دقاقؒ فرماتے ہیں کہ "مال کا زکوٰۃ کی حد کو پہنچنا بخل کی علامت ہے کہ حاجت مند اردگرد موجود ہوں اور آدمی مال سمیٹ کر بیٹھا رہے اور حاجت مندوں کو پریشان حال دیکھتا رہے اور سال کے بعد دو سو روپے میں سے صرف پانچ روپے نکال کر ان کو دے اور یہ سمجھے کہ نعمتِ مال کا حق ادا کردیا۔ اس سے بڑھ کر اور بخل کیا ہوسکتا ہے۔"

اصل صوفی وہ ہے کہ جو نائب حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ ہو۔ جب وہ اس جناب کا نائب ہے تو جس طرح حضور ﷺ کا "باب الشفقة والرحمة علی الخلق" ابدالاباد تک کھلا ہے، اس نائبِ حقیقی کا بھی کھلا رہے گا۔ اسی لیے شیخ سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں:

طریقت بہ از خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور عملِ صحابہ و اولیاء سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ انسانی معاشرے کی انفرادی تربیت اور تزکیہ نفس کو دینِ اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اپنے لیے تو ہر کوئی جیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے جینا، ان کے دکھ درد میں شریک ہونا، اپنا ذاتی مفاد چھوڑ کر دوسروں کے مفاد کو ترجیح دینا ہی اصل نیکی اور انسانیت ہے۔ ہر وہ شخص جو انسان ہونے کا مدعی ہو لیکن اس میں ان میں سے کوئی صفت بھی نہ پائی جائے تو وہ انسان کہلانے کے قابل بھی نہیں ہے۔ ❁❁❁❁

اظہارِ تعزیت: گزشتہ ماہ محترم محمد پرویز بلال (کوآرڈینیٹر شریعہ کالج) کے بڑے بھائی، محترم آصف اقبال (IT ڈیپارٹمنٹ مرکزی سیکرٹریٹ) کی ممانی، محترم محمد ندیم خالد (منہاج پریس اینڈ پبلی کیشنز) کی نانی جان، محترم منشاء الاسلام مغل (پرنسپل سیکرٹری ایوانِ قائد) کی ممانی، محترم تصدق حسین (نظامت سیکرٹریٹ) کے ماموں، محترم سید تنویر عباس طابش (ڈائریکٹر المواخات) کی اہلیہ، محترم طاہر محمود (مکہ مکرمہ) اور محترم محمد خالد محمود (ناظم مالیات پی پی 167 جوہر ٹاؤن) کی والدہ محترمہ اور ماموں زاد بہن، محترم مشتاق احمد (وزیرآباد) کی والدہ محترمہ، محترم محمد احمد اعجاز (لیک سٹی لاہور) کی والدہ محترمہ، محترم ممتاز احمد قادری (نائب صدر TMQ ضلع چنیوٹ) کی والدہ محترمہ، محترم مقبول حیدر ہرل (لالیاں) کی والدہ محترمہ، محترم محمد شاکر (لالیاں) کے والد محترم، محترم محمد اسلم تھابل کے بھتیجے، محترم اصغر علی نون (تحصیل بھوانہ) کے بڑے بھائی، محترم سعید احمد (رفیق منہاج القرآن)، محترم غلام مرتضیٰ (ناظم دعوت تحصیل بھوانہ) کے ماموں، محترم رب نواز کے کزن، محترم شہزاد بٹ کے دو جواں سالہ بیٹے، محترم محمد ادریس گوندل (حافظ آباد) کی خالہ، محترم میاں شہزاد احمد (نیکوکارہ بہک احمد یار)، محترم احمد حسن (سرگودھا) کی والدہ، محترم خالد محمود (ننکانہ صاحب) کی والدہ، محترم صوفی شبیر احمد (کوٹلہ عرب علی خان) کی بھابھی، محترم محمد منیر (کوٹلہ عرب علی خان) کی بھابھی، محترم ریاست علی (کوٹلہ عرب علی خان) کے بڑے بھائی، محترم حاجی منظور احمد لنگڑیال (کوٹلہ عرب علی خان) کے کزن، محترم سید حسین علی شاہ (کوٹلہ عرب علی خان) کی والدہ، محترم حاجی مقبول احمد قادری (صدر MQ احمد پور سیال) کی زوجہ، محرم محمد حفیظ اعوان (اسلام آباد) کی والدہ محترمہ اور محترم امانت علی لنگڑیال (رفیق منہاج القرآن) قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

عفوودرگزراوررواداری کی اہمیت وفضیلت

اسلام معمولی سطح کی زیادتی اور ظلم کی بھی ممانعت کرتا ہے

عفوودرگزر کے جذبات سے محروم معاشرہ مہذب نہیں کہلا سکتا

منہاج القرآن کی نئی کتاب ''سیرت نبوی ﷺ کا خاکہ'' کے تناظر میں شفقت اللہ قادری کی خصوصی تحریر

حصہ: 2

اسلام معمولی سطح کی زیادتی اور ظلم کی بھی ممانعت کرتا ہے لیکن اس کے باوجود ایک معاشرے میں رہتے ہوئے دانستہ و غیر دانستہ طور بعض اوقات ایک دوسرے پر زیادتی کا ارتکاب ہوجانا بعید از قیاس نہیں ہے۔ بشری تقاضے کے تحت ایک دوسرے کی حق تلفی یا دوسرے پر زیادتی ہوسکتی ہے، ایسی صورت میں انتقام کی روش کو اپنانے سے معاشرہ انارکی کی طرف راغب ہوجاتا ہے اور معاشرت تباہ ہوجاتی ہے۔ یاد رہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو قصاص کی بھی اجازت دیتا ہے جو عین عدل کے قرآنی تقاضوں کے مطابق ہے لیکن خاص بات یہ ہے کہ ساتھ ساتھ عفو و درگزر اور معافی کی ترغیب بھی دیتا ہے۔

خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

يٰٓـاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِصَاصُ فِى الۡقَتۡلٰى ؕ اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَالۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَالۡاُنۡثٰى بِالۡاُنۡثٰى ؕ فَمَنۡ عُفِىَ لَهٗ مِنۡ اَخِيۡهِ شَىۡءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَاَدَآءٌ اِلَيۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخۡفِيۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ. (البقرہ،۲:۱۷۸)

''اے ایمان والو! تم پر ان کے خون کا بدلہ (قصاص) فرض کیا گیا ہے جو ناحق قتل کیے جائیں، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، پھر اگر اس کو (یعنی قاتل کو) اس کے بھائی (یعنی مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ (یعنی قصاص) معاف کر دیا جائے تو چاہیے کہ بھلے دستور کے موافق پیروی کی جائے اور (خون بہا کو) اچھے طریقے سے اس (مقتول کے وارث) تک پہنچا دیا جائے، یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے، پس جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ. (الشوریٰ،۴۲:۴۰)

''پھر جس نے معاف کر دیا اور (معافی کے ذریعہ) اصلاح کی تو اُس کا اجر اللہ کے ذمّہ ہے۔''

عفو و درگزر کا یہ جذبہ جب تک معاشرے کے ہر فرد اور ہر طبقہ میں رچ بس نہ جائے اُس وقت تک کوئی بھی معاشرہ مہذب معاشرہ نہیں کہلاسکتا۔

اسلام میں رواداری کا تصور

عفو و درگزر کے ساتھ ساتھ ایک اور خوبی جو معاشرے کو مہذب بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے وہ ''رواداری'' ہے۔ رواداری کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ کسی تعصب اور بغض کے بغیر تحمل اور صبر سے کسی دوسرے کی بات کو ٹھنڈے دل سے برداشت اور تسلیم کرنا۔

اسلام میں رواداری کا تصور یہ ہے کہ متضاد خیالات کے حامل

☆ سینئر ریسرچ اسکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، لاہور

لوگوں کو یکساں حقوق حاصل ہیں۔ اس رواداری کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے ان پر کسی قسم کی ایسی نکتہ چینی نہ کریں جو مدمقابل کو رنج پہنچائے۔ اسی طرح انھیں ان کے مذہبی عقائد و اعتقاد سے پھیرنے یا مذہبی عمل سے روکنے کے لیے جبر کا طریقہ کبھی اختیار نہ کریں۔

صبروتحمل اور معاشرتی رواداری نہ صرف قومی ضرورت ہے بلکہ اس سے عالمگیر تعلقات کی بحالی میں مدد ملتی ہے اور بین المذاہب رواداری کو فروغ ملتا ہے۔ اس جذبہ سے معاشرتی رہن سہن خواہ وہ قومی و علاقائی سطح کا ہو یا بین الاقوامی نوعیت کا ہو، اس میں باہمی اختلافات اور رنجیدگی پیدا نہیں ہوتی بلکہ معاشرہ میں خوشحالی کی نئی نئی راہیں کھلتی ہیں اور ریاستی نظم ونسق بطریق احسن چلتا رہتا ہے۔ یوں تو رواداری اسلامی لحاظ سے معاشرے کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے تاہم اس کا عالمگیر پرچار باہمی محبت اور مودت کا ماحول مہیا کرتا ہے اور یہ وقت کا اہم ترین تقاضا اورضرورت ہے۔

اسلام کلیتاً تحمل و برداشت اور رواداری کا دین ہے، اس میں کسی قسم کا جبرو زبردستی نہ ہے اور نہ ہی پوری دنیا میں اسلام تلوار اور جبروظلم کے ساتھ پھیلا ہے۔ ارشادفرمایا:

لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ۔ (البقرہ،۲: ۲۵۶)

''دین میں کوئی زبردستی نہیں۔''

اس آیت مبارکہ پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید ہمیں عالمگیر کامیابی و کامرانی اور وقار و تشخص قائم رکھنے کے لیے اعتدال وتوازن کا درس دے رہا ہے۔

اعتدال وتوازن اور رواداری اسلام کی اساس ہیں

اسلام اعتدال وتوازن کا دین ہے، اس میں افراط وتفریط کی قطعی گنجائش نہیں۔ حقیقی اسلامی تہذیب بے شک آقائے دو جہاں نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی امین ہے۔ قرآن عظیم نے امت مسلمہ کے لیے ارشادفرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا۔ (البقرہ،۲: ۱۴۳)

''اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمھیں (اعتدال والی) بہتر امت بنایا۔''

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر رواداری اور اعتدال وتوازن کو مختلف پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں چند ایک مقامات ملاحظہ ہوں:

(۱) صلح وآشتی

قرآن مجید ہمیشہ امن، صلح وآشتی، رواداری، باہمی محبت، درگزر، برداشت اور معافی کی تلقین کرتا ہے۔ ارشادفرمایا:

وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ (آل عمران،۳: ۱۳۴)

''اور (جو لوگ) غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں۔''

(۲) ظلم وزیادتی کے بدلے میں اعتدال اور رواداری

اسلام میں اگرچہ دشمن کے ظلم اور زیادتی کا بدلہ لینے کی اجازت ہے تاہم یہ بھی تاکید ہے کہ کی گئی زیادتی کے مطابق بدلہ ہونا چاہیے، حد سے تجاوز کی اجازت ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معافی، صلح اور درگزر کی تلقین وترغیب کرتے ہوئے ارشادفرمایا:

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ج فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللهِ ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۔ (الشوریٰ،۴۲: ۴۰)

''اور برائی کا بدلہ اسی برائی کی مِثل ہوتا ہے، پھر جس نے معاف کر دیا اور (معافی کے ذریعہ) اصلاح کی تو اُسکا اجر اللہ کے ذمّہ ہے۔ بے شک وہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔''

(۳) کسی کے ناروا سلوک اور رویہ پر اچھا رویہ اختیار کرنا

دینِ اسلام اور تعلیماتِ نبوی ﷺ ہمیں کسی کے ناروا رویہ اور سلوک پر برا سلوک کرنے کی قطعی اجازت نہیں دیتیں بلکہ ہر موقع پر رواداری اور برداشت کا درس دیا گیا ہے۔ اس حکمت عملی سے دشمن بھی دوست بن جاتا ہے۔ ارشادفرمایا:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔

''اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی، اور برائی کو بہتر (طریقے) سے دور کیا کرو سو نتیجتاً وہ شخص کہ تمہارے اور جس کے درمیان دشمنی تھی گویا وہ گرم جوش دوست ہو جائے گا۔'' (حم السجدہ،۴۱: ۳۴)

ایک اور مقام پر حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ.

''(اے حبیبِ مکرّم!) آپ درگزر فرمانا اختیار کریں، اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرلیں۔'' (الاعراف،۷: ۱۹۹)

(۴) حضور اقدس ﷺ کی نرم طبعی پر نزولِ رحمت

رسول اللہ محبوب خدا ﷺ کی نرم طبعی پر رب کی رحمت جوش میں آگئی۔فرمان خداوندی ہوا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔ (آل عمران،۳: ۱۵۹)

''(اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم طبع ہیں اور اگر آپ تُندخُو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے، سو آپ ان سے درگزر فرمایا کریں۔''

ان قرآنی احکامات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی کے ہر قدم پر عفو و درگزر اور رواداری کا حکم دیا ہے اور ہمیشہ راہِ اعتدال پر چلنے کی تلقین کی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی عملی رواداری اور عفو و درگزر کی امثال

حضور نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی جہاں قیامت تک ہمارے لیے مشعلِ راہ اور کامل نمونۂ حیات ہے وہاں آپ ﷺ کی پوری زیست مقدس عفو و درگزر اور رواداری سے عبارت ہے اور اسوہ حسنہ کا جزو لاینفک بھی ہے۔

ذیل میں رسول اللہ ﷺ کے فرامین اور رواداری کے عملی نمونے اختصار کے ساتھ آپ کی بصارتوں کی نذر کررہا ہوں، اس سے یقیناً حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ نبوی کا خاکہ سمجھنے میں مدد ملے گی، آپ ﷺ کی شانِ اقدس اور مقام کا فہم میسر آئے گا اور ادب و توقیر مصطفیٰ ﷺ کو صحیح معنوں میں بجا لائیں گے۔عفو و درگزر اور رواداری کے اوصاف جو حضور اکرم ﷺ کی طبیعت و فطرت پاک اور تعلیمات سے متصل اور متصف ہیں، ملاحظہ ہوں:

(۱) جنگی اصول وضوابط میں رواداری کی تعلیمات

یہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کا کمال عملی نمونہ ہے کہ میدان جنگ جیسی جگہ پر بھی رواداری، وضع داری اور عفو و درگزر کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جنگ اور جہاد میں قواعد وضوابط مقرر ہیں۔جس کے تحت آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ نے عورتوں، بوڑھوں، بچوں اور معذوروں کو قتل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔اسی طرح درخت کاٹنے اور دشمن کی املاک جلانے اور تباہ کرنے سے روکا گیا ہے بلکہ کمال پہلو یہ ہے کہ اسلام میں خاص ہدایت ہے کہ دوران جنگ اگر دشمن صلح چاہے تو صلح کی طرف راغب ہوا کرو اور اگر دشمن پناہ چاہے تو اسے ہرصورت پناہ مہیا کرو۔اسی طرح کے بہت سے اسلامی اصول و قواعدِ جنگ رواداری کے ضمن میں امتیازی حیثیت کے حامل ہیں۔

(۲) مفتوحہ اقوام اور ذمیوں سے رواداری کا عملی مظاہرہ

تاریخ عالم گواہ ہے کہ پچھلے جتنے بھی فاتحینِ عالم گزرے ہیں ان کی افواج نے مفتوحہ اقوام پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔ خواتین، بوڑھوں اور بچوں کو کھلے عام قتل کیا گیا، یہاں تک کہ سرِ عام عورتوں کی تذلیل اور بے توقیری کی گئی۔ جبکہ دوسری طرف اسلامی تعلیمات اورعفو و درگزر اور نبوی فطرت کے مظاہر ثبوت ہیں کہ مسلم افواج نے مفتوحہ عوام کے ساتھ نہایت بہترین سلوک روا رکھا اور اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہریوں کے مساوی حقوق مقرر کیے ہیں۔ان میں مذہبی حقوق، معاشرتی حقوق، سیاسی حقوق، قانونی حقوق، معاشی حقوق، تہذیبی و ثقافتی حقوق وغیرہ سب شامل ہیں۔اسلام میں رواداری کی حیران کُن مثال یہ ہے کہ اسلام میں شراب نوشی اور خنزیر کی شدید حرمت کے باوجود غیر مسلم شہریوں کو شراب اور خنزیر اپنی ملکیت میں رکھنے، نوش و تناول کرنے اور آپس میں ان کی خرید وفروخت کرنے کی اجازت اور آزادی ہے۔

(۳) اہلیانِ طائف کے لیے عفو و درگزر کا مظاہرہ

اہلیانِ مکہ کی طرف سے مسلسل مظالم اور ایذا رسانیاں جاری رہنے پر سن دس نبوی میں حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارث ﷺ کے ہمراہ طائف جانے کا فیصلہ کیا تاکہ وہاں کے

لوگوں کو باقاعدہ دینِ اسلام کی دعوت دی جائے۔ اہلیانِ طائف نے آپ ﷺ کے ساتھ نہایت ناروا اور ناگفتہ بہ سلوک کیا، یہاں تک کہ طائف کے سرداروں نے چند اوباش نوجوانوں کو حضور ﷺ کے تعاقب میں لگا دیا جنہوں نے آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کو پتھر مارے۔ واپسی پر نبی مکرم ﷺ نے عقبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں پناہ لی اور پیدل چل کر قرن منازل (قرن الثعالب) پہنچے۔ اس موقع پر جبرائیل امین علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتے کے ہمراہ حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ آقا ﷺ اگر آپ فرمائیں تو ہم اہلِ طائف کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر نشانِ عبرت بنادیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرائیلؑ مجھے نظر آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل میں سے ایسے لوگ پیدا فرمانے والا ہے جو فقط ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان نہ صرف آپ ﷺ کے عفو و درگزر کا بیان ہے بلکہ آپ کو لہولہان کرنے اور پتھروں سے زدو کوب کرنے والوں کے ساتھ کمال عفو و درگزر اور رواداری کا یہ عمل آپ ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی قوی دلیل بھی ہے۔

(۴) میثاقِ مدینہ: مذہبی آزادی اور رواداری کا امین

حضور نبی اکرم ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے فوری بعد پہلے سال ہی میثاقِ مدینہ کے نام سے ایک معاہدہ فرمایا جو تقریباً 63 دفعات پر محیط 750 الفاظ پر مشتمل تھا۔ معاہدہ دو حصوں پر مشتمل تھا: ایک حصہ ان دفعات پر مشتمل ہے جن کا تعلق مہاجرین اور انصار کے باہمی تعلقات یعنی کہ اہلِ اسلام کے باہمی تعلقات کے متعلق ہے۔ دوسرا حصہ ان دفعات پر مشتمل ہے جن کا تعلق اہلِ اسلام اور یہود کے باہمی تعلقات سے ہے۔ اس معاہدے میں یہود کی مذہبی آزادی اور ان کے دیگر حقوق کا جس انداز سے ذکر ہے، یہ رواداری کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ یہ معاہدہ دنیا کا پہلا باقاعدہ تحریری دستور ہے۔ اس معاہدہ میں محمد رسول اللہ ﷺ نے اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ سب سے پہلے بیان فرمایا ہے اور مابعد مسلمانوں کے باہمی معاملات تحریر کیے ہیں۔

(۵) رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے عفو و درگزر کا اظہار

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی منافقت کی شدت یہ تھی کہ وہ نبی اکرم ﷺ اور اسلام کے لیے شدید بغض رکھتا تھا اور اس کی طرف سے بغض و منافقت کا مظاہرہ بارہا دیکھنے میں آیا۔ غزوۂ اُحد میں تین سو منافقین کی سرپرستی کرتے ہوئے راستے سے ہی واپس لوٹ گیا جبکہ اس وقت اہلِ اسلام کو زیادہ افرادی قوت درکار تھی۔ علاوہ ازیں رئیس المنافقین نے صدیقہ کائنات اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی۔ غزوہ مصطلق کے موقع پر نبی اکرم ﷺ اور مہاجر صحابہ کرامؓ کے متعلق اس قدر شدید گستاخانہ جملے استعمال کیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تلواریں میان سے باہر آگئیں لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی کمال شفقت کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسے قتل کرنے سے روک دیا۔ دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی رواداری کی معراج دیکھئے کہ اس کے مرنے پر آقائے دو جہاں رحمۃ للعالمین ﷺ نے اس کے کفن کے طور پر اپنا قمیص مبارک بھیجا اور کمال حسن سلوک اور رواداری کی معراج کہ جنازہ بھی پڑھایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی اس درجہ عفو و درگزر، تحمل و برداشت اور رحمت دیکھ کر حیران رہ گئے۔

(۶) یہودی عالم زید بن سنعہؓ سے حلم و بردباری

قبولِ اسلام سے قبل حضرت زید بن سنعہؓ جو کہ یہودی عالم تھے، انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھجوروں کا ایک معاملہ کیا اور معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے دو روز پہلے ہی ادائیگی کا مطالبہ کیا جو اصولی اور اخلاقی لحاظ سے درست نہ تھا۔ اس نے آقائے دو جہاں ﷺ سے تلخ لہجے میں گفتگو شروع کردی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ لہجہ اور بدکلامی سماعت کی تو برداشت نہ کرسکے اور میان سے تلوار نکال کر اس کی گردن قطع کرنا چاہی۔ آقائے کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا اور فرمایا: عمر تمہیں یہ چاہیے تھا کہ مجھے بھی کچھ تلقین کرتے اور اسے بھی حسنِ طلب کی تعلیم دیتے۔ فوری اس یہودی کو غلطی کے

باوجود اس کا مطلوبہ حق تول کر اس کے حوالے کرو اور کچھ کھجوریں زائد از حساب بھی دے دو۔ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کے حکم پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے حق سے زائد کھجوریں دیں۔ یہودی عالم کمال رواداری اور حسنِ سلوک پر فوری مسلمان ہوگیا اور قدموں میں گر گیا اور مخاطب ہوا: اے محمد رسول اللہ! آپ کی کمال رواداری اور عفو و درگزر اور حضرت عمر فاروقؓ کو میری گردن زدنی کرنے سے روکنے نے مجھے بے دام خرید لیا ہے۔

(۷) بددعاؤں کے بدلے میں نرم روی اختیار کرنا

ایک دفعہ یہود کے ایک گروہ نے نبی اکرم ﷺ کو السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) کی بجائے دانستہ لفظ بگاڑ کہا السام علیکم کہا۔ جس کا مفہوم ہے کہ تم پر ہلاکت آئے (معاذ اللہ)۔

حضور اکرم ﷺ نے فقط وعلیکم فرمادیا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جو قریب موجود تھیں، وہ یہود کی خیانت جانچ چکی تھیں، انہوں نے غصہ کے عالم میں کہا: بل علیکم السام واللعنۃ بلکہ تم پر ہلاکت اور لعنت آئے۔ معاملہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ گستاخی اور بے ادبی کا تھا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ایمان کا تقاضا یہی تھا۔ تاہم رحمۃ اللعالمین نبی ﷺ نے سیدہ عائشہؓ سے فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر معاملہ میں نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ تجھے درگزر کرنا ہوگا۔

(۸) بنوثقیف کے لیے بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا

غزوہ حنین بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے ساتھ پیش آنے والا معرکہ ہے۔ دورانِ غزوہ بنو ثقیف کے تیر اندازوں نے مسلمانوں پر تیروں کی شدید بوچھاڑ کردی جس سے صحابہ کرامؓ کے قدم اکھڑ گئے، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے رسول پاک ﷺ کو عرض کیا کہ دشمن نے اچانک ہمیں تیروں سے چھلنی کردیا ہے، ان کے لیے بددعا کیجیے۔ تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور لفظ تھے: اے رب! بنوثقیف کو ہدایت دے۔

(۹) اہلیانِ مکہ کے مظالم کے باوجود حضور ﷺ کی دعا

بعثتِ نبوی ﷺ کے بعد اہلیانِ مکہ کی چیرہ دستیاں اور ریشہ دوانیاں حد سے بڑھ گئیں اور انھوں نے آقائے دو جہاں ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ آقائے کریم ﷺ نے ان کے لیے ہمیشہ ہدایت کی دعا مانگی اور صبر و برداشت کا دامن کبھی نہ چھوڑا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں شدید قحط سالی ہوئی اور اہلیانِ مکہ تڑپ اٹھے۔ ابوسفیان نے ابھی اسلام قبول نہ کیا تھا، حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور قحط کے خاتمے اور خوشحالی کی دعا کے لیے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف دعا فرمائی بلکہ مکہ والوں کے لیے غلہ بھی بھجوایا اور اردگرد کے قبائل کو بھی مکہ والوں کو غلہ دینے کی ہدایات فرمائیں۔

(۱۰) رحمۃ للعالمین ﷺ کا یہودی کے جنازے کے لیے قیام

ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک جنازہ گزرا، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: حضور ﷺ یہ تو یہودی ہے اور آپ کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ انسان نہیں؟ قربان جائیں! آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی پر کہ رواداری کا اس قدر مظاہرہ فرمایا۔

(۱۱) عیسائیوں کے نجرانی وفد کا مسجد نبوی میں قیام

نجرانیوں کا ایک وفد ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاقات اور مذاکرات کے لیے مدینہ منورہ آیا۔ آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ نے انھیں مسجد نبوی کے اندر ٹھہرایا اور انہیں اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت فرمائی۔ یہ رواداری کی حد درجہ عظیم ترین مثال ہے اور یہی حقیقی تصورِ اسلام ہے۔

(۱۲) فتح مکہ کے وقت عفو و درگزر کی عظیم مثال

فتح مکہ کے موقع پر جب مسلمان حضور ﷺ کی قیادت میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آقا دو جہاں ﷺ کی طبیعت اور چہرہ پر عجز و انکساری کے باعث تمکنت اور وقار نمایاں تھا۔ تاہم صحابہ

کرام ﷺ کے جذبات دیدنی تھے۔ کتنی قربانیوں کے بعد یہ وقت آیا تھا، ان کے سامنے اہلیانِ مکہ کے مظالم تھے۔ اس موقع پر حضرت سعد بن عبادہ ﷺ نے کہا: الیوم یوم الملحمۃ آج کا دن خون ریزی کا دن ہے۔ یہ آواز سن کر آقا کریم ﷺ نے کھلے عام فرمادیا کہ الیوم یوم المرحمۃ آج رحم دلی کا دن ہے۔

لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء۔

آج اہلیان مکہ تم پر کوئی ملامت نہیں ہے، جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل عالمگیر پیغام امن تھا، صلح و آشتی کی دعوتِ عام تھی اور رواداری کی عظیم مثال تھی۔

(۱۳) حضرت وحشیؓ کو معاف کرنا

ہندہ نے قبول سلام سے قبل حضرت وحشیؓ کے ذریعے سپہ سالار اسلام حضور ﷺ کے چہیتے چچا حضرت حمزہ ﷺ کو بے دردی سے نہ صرف قتل کروایا بلکہ آپؓ کا کلیجہ چبایا، جو ایک نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ قدم اور ناقابلِ معافی عمل تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے اسے انسانی حیثیت سے معاف کرنا بہت مشکل تھا۔ تاہم رسول اللہ رحمتِ دو عالم ﷺ نے فتح مکہ کے عالمی دن پر اس حبشی غلام کو بھی معاف کردیا جس نے ھندہ کی ایماء پر حضرت حمزہ ﷺ کو شہید کیا تھا اور ہندہ کو بھی معاف کردیا۔ یہ شدتِ غم کے باوجود رواداری اور عفو و درگزر کی عظیم مثال ہے۔

(۱۴) آپ ﷺ کا اپنے اوپر مظالم اور زیادتی کا بدلہ نہ لینا

تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی اپنے بدترین ذاتی دشمن اور زیادتی و مظالم کرنے والے دشمن سے کبھی بدلہ نہیں لیا۔ خیبر کی ایک یہودیہ عورت زینب بنت حارث نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے میں زہر ملا کر دیا، آپ ﷺ کو معلوم ہوگیا کہ یہ زہر کس نے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے معاف فرمادیا اور رواداری کی انوکھی مثال قائم فرمائی۔

البتہ کسی نے اگر ریاست کو نقصان پہنچایا یا معاہدہ شکنی کی یا شہریوں کے اجتماعی مفادات کو نقصان پہنچایا تو آپ ﷺ نے قطعی معاف نہیں فرمایا بلکہ مؤثر کارروائی فرمائی۔

(جاری ہے)

کارکنان و تنظیمات متوجہ ہوں!

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

تجدید و احیائے دین، دعوت و تبلیغ حق، اصلاح احوال امت اور ترویج و اقامت اسلام کے عظیم مصطفوی مشن کے فروغ کے لئے کوشاں

ماہنامہ منہاج القرآن

فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور تحریک منہاج القرآن کے مصطفوی پیغام کو اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات دوست احباب اور علاقے کی موثر شخصیات تک پہنچانے کے لئے

سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں

365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-111-140-140 Ext:128
www.minhaj.info Email:mqmujallah@gmail.com

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نماز کے وقت آپ رضی اللہ عنہ فرماتے: اے آدم کی اولاد اٹھو

اس آگ کو بجھا ڈالو جسے تم نے خود جلا رکھا ہے

خلیفہ اول نے فرمایا: احتساب کے معاملے میں کوئی قانون سے بالاتر نہیں

ڈاکٹر شفاقت علی البغدادی الازہری

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عمر بن عمر القرشی التیمی تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوبکر تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ کا تعلق قریش کی معزز ترین شاخ بنوتمیم سے تھا جو شجاعت، سخاوت، مروّت اور بہادری جیسی صفات سے متصف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لقب صدیق اور عتیق قرار پائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے اعلانِ نبوت اور سفرِ معراج پر سب سے پہلے تصدیق وگواہی آپ رضی اللہ عنہ نے دی، جس پر آپ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو حق و سچ کی تائید کرنے کا لقب (صدیق) عنایت کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کے یارِ غار اور وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر کے مال نے مجھے جتنا نفع دیا ہے اتنا کسی کی دولت سے نفع و فائدہ حاصل نہیں ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین کے سرخیل و سردار ہیں۔ آپ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایسے تاریخ ساز اور اصلاحی کارنامے سر انجام دیے جو بعد میں آنے والوں کے لیے مشعلِ راہ اور مینارۂ نور بن گئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد جب معاشرتی برائیوں اور فتنوں نے سر اٹھانا شروع کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لیے نہ صرف اہم اقدامات فرمائے بلکہ کتاب و سنت کو نافذ کر کے خلیفۃ الرسول ہونے کا عملاً حق ادا کیا۔

آپ کی زندگی صدق و اخلاص اور طاعت و زہد کی مثال تھی۔ آپ کی جبین مبارک پر عموماً خوفِ الٰہی سے پسینہ رہتا تھا۔ خشیتِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ ایک باغ میں گئے جہاں ایک درخت تھا، اس کے سائے میں ایک چڑیا کو دیکھ کر ٹھنڈی سانس بھری اور فرمایا:

''اے چڑیا تو بڑی خوش نصیب ہے، درختوں کے پھل کھاتی ہے، درختوں کے سائے میں رہتی ہے اور حساب و کتاب سے مبرا ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''کاش میں سبزہ ہوتا اور مجھے چرند پرند کھاتے اور خوفِ عذاب اور وحشتِ یومِ حساب کا سوچ کر خیال کرتا ہوں کہ کاش مجھے پیدا ہی نہ کیا جاتا۔''

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خوف و رجا کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''اگر پکارنے والا یہ پکارے کہ جنت میں صرف ایک ہی شخص داخل ہوگا تو مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا اور اگر کوئی یہ صدا بلند کرے کہ دوزخ میں ایک ہی شخص جائے گا تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ میں ہی نہ ہوں۔''

جب نماز کا وقت ہوتا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''اے آدم کی اولاد! اٹھو! اس آگ کو بجھا ڈالو جسے تم نے خود جلا رکھا ہے۔''

آپ یہ دعا فرماتے تھے: ''اے اللہ! میری آخری عمر میں برکتیں اور بھلائی عطا فرما اور نیک اعمال پر میرا خاتمہ ہو اور تیری ملاقات کا دن میری زندگی کا بہترین دن ہو۔''

خطبۂ خلافت اور اصلاحِ معاشرہ

آپ ﷺ نے جب خطبۂ خلافت ارشاد فرمایا تو معاشرتی اصلاح کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے ایسے اصول وضع فرمائے جو آنے والے امراء وخلفاء کے لیے ہدایت و رشد کا ذریعہ ثابت ہوئے۔ یہ خطبہ اپنے اختصار وایجاز کے باوجود اہم ترین اسلامی خطبوں میں سے ہے۔ اس خطبہ میں سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے اصلاحِ معاشرہ کے درج ذیل اصول وضع فرمائے:

۱۔ اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ

تعمیرِ معاشرہ کی پہلی بنیاد ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر موقوف ہے۔ اطاعت و اتباع کے بغیر معاشرتی اصلاح کے قیام کا تصور ممکن نہیں۔ چونکہ انسانی معاشرہ ایک عمارت کی مانند ہے، جس کی اینٹیں ایسے افراد ہوتے ہیں جن کے معاشرتی تعلقات سے اس معاشرہ کے عناصر تشکیل پاتے ہیں۔ یہ عناصر جس قدر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے تابع ہوں گے، اسی قدر معاشرے کو دنیا میں مقام و مرتبہ حاصل ہوگا۔ آج ہمارا معاشرہ بدامنی، خلفشار اور فتنہ فساد کا شکار ہے، اس کی وجہ فقط اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی و نافرمانی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو معاشرے کی ترقی و اصلاح کے لیے سب سے پہلے اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ پر زور دیا اور واضح کیا کہ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری ہی اصلاحِ معاشرے کا اصل اور اصول ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

أطيعوني ما أطعت الله ورسوله، فإذا عصيت الله ورسوله فلا طاعة لي عليكم. (البدایۃ والنہایۃ ۵: ۲۴۸)

’’جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو۔ اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت فرض نہیں ہے۔‘‘

یعنی اگر میرا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی اور معصیت پر مبنی ہو تو خلیفہ ہونے کے باوجود میرا حکم لوگوں کے لیے قابلِ اتباع نہیں ہوگا۔

۲۔ عدل و انصاف

آپ ﷺ نے خطبہ میں حاکم اور رعایا کے مابین تعامل کے سلسلہ میں عدل ورحمت پر تاکید کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فإن أحسنت فأعينوني، وإن أسأت فقوموني.

’’اگر میں اچھا کروں تو تم میری مدد کرو، اگر برا کروں تو مجھے سیدھا کردو۔‘‘ (البدایۃ والنہایۃ ۵: ۲۴۸)

گویا آپ ﷺ نے احتساب اور حساب و کتاب کے معاملے میں واضح فرمادیا کہ کوئی شخص بھی قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ جب تک حاکم اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش نہیں کرتا معاشرے میں عدل و انصاف کا فروغ ممکن نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید میں اسی جانب رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ.

’’اے ایمان والو! اللہ کے لیے مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے انصاف پر مبنی گواہی دینے والے ہو جاؤ اور کسی قوم کی سخت دشمنی (بھی) تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو (کہ) وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے، اور اللہ سے ڈرا کرو! بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خوب آگاہ ہے۔‘‘ (المائدۃ،۵: ۸)

۳۔ فواحشات سے بچنا

معاشروں کے قیام اور تہذیب وتمدن کے ظہور سے اخلاق کا انتہائی گہرا تعلق ہے۔ اگر اخلاق میں بگاڑ آجائے تو معاشرے تباہ اور ملتیں ضائع ہوجاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے جب خطبۂ خلافت ارشاد فرمایا تو اس میں لوگوں کو برائی، فواحش اور بے حیائی سے دور رہنے کی نصیحت فرمائی۔ کیونکہ معاشرہ کو گراوٹ وفساد سے بچانے کے لیے یہ انتہائی ضروری چیز ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ولا تشيع الفاحشة في قوم قط إلا عمهم الله بالبلاء .

’’جس قوم میں بری باتیں عام ہوجاتی ہیں، اللہ ان

پر مصیبت کو مسلط کر دیتا ہے۔‘‘

قرآن مجید میں بھی اسی حوالے سے تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ.

’’بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی و نافرمانی سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم خوب یاد رکھو۔‘‘ (النحل، ۱۶: ۹۰)

گذشتہ اقوام وملل اور تہذیبوں کا بصیرت کی نگاہ سے جس نے مطالعہ کیا ہے، اس پر یہ حقیقت آشکارا ہے کہ کس طرح تہذیب وتمدن کا قیام دینِ صحیح اور اخلاقِ کریمہ پر ہوا ہے۔ جب تک اخلاقِ کریمہ کو مدنظر رکھا اور اس کی حفاظت کی تو کامیابی وکامرانی نے ان کا ساتھ دیا اور جب فواحش ومنکرات کے جراثیم ان میں سرایت کر گئے تو پھر ان کی حکومتیں ہلاکت وتباہی کا شکار ہوگئیں اور ان کی شان وشوکت ملیامیٹ ہوگئی اور ان کی تہذیب وتمدن کا جنازہ نکل گیا۔

۴۔ سچائی اور دیانتداری

حضرت ابوبکر صدیق ﷜ نے اپنے خطبۂ خلافت میں سچائی کو معاشرے میں فروغ دینے پر زور دیا۔ آپ ﷜ نے فرمایا:

الصدق أمانة، والكذب خيانة.

’’سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔‘‘

آپ ﷜ کا یہ فرمان اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی اتباع میں ہے کہ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ.

’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو۔‘‘ (التوبۃ، ۹: ۱۱۹)

آپ ﷜ نے معاشرے کی اصلاح کے لیے یہ اصول وضع کیا کہ سچائی؛ حاکم اور امت کے درمیان تعامل کی اساس ہے، اس سے حاکم وعوام کے مابین اعتماد مضبوط ہوتا ہے۔ یہ سیاسی خصلت معاشرے کی ترقی اور ارتقاء میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

۵۔ مساوات و برابری

اسلامی نظامِ معاشرت میں تمام انسان حقوق کے اعتبار سے برابر ہیں۔ یہ اسلامی نظامِ اقدار میں اہم اور بنیادی پہلو ہے۔ مساوات کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تمام انسانوں کو باہم یکساں حقوق پہنچائے جائیں اور کسی بھی فرد سے کسی مجبوری و معذوری، شکل ونسل اور وطن ومسکن کی بنیاد پر امتیازی سلوک اختیار نہ کیا جائے۔

سیدنا ابوبکر صدیق ﷜ اپنے خطبۂ خلافت میں مساوات کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

والضعيف فيكم قوى عندى حتى أريح عليه حقه إن شاء الله، والقوى فيكم ضعيف حتى آخذ الحق منه إن شاء الله.

’’تم میں جو کمزور ہے، وہ میرے نزدیک قوی ہے چنانچہ میں اس کا شکوہ دور کردوں گا اور تم میں جو قوی ہے، وہ میرے نزدیک کمزور ہے، چنانچہ میں اس سے حق لوں گا۔‘‘

یعنی آپ ﷜ کے نزدیک معاشرے کے تمام افراد برابر ہیں۔ اگر کوئی معاشی یا معاشرتی اعتبار سے کمزور تھا تو اس کی بات بھی ایسے ہی سنی جائے گی جیسے معاشرے کے باقی لوگوں کی داد رسی کی جاتی ہے۔ آپ ﷜ نے واضح کر دیا تھا کہ کمزور شخص کو ایسے ہی حقوق حاصل ہوں گے، جیسے معاشرے کے دیگر افراد کو حاصل ہیں۔ آپ ﷜ کے عہد میں زبان، وطن اور معاشرتی احوال کی بنیاد پر کبھی کسی سے امتیاز نہ برتا گیا۔

۶۔ اصلاحِ معاشرہ اور تقویٰ

معاشرتی اصلاح کے لیے خشیتِ الٰہی اور تقویٰ نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور اس کو مومنین کی بنیادی صفت قرار دیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ﷜ تقویٰ اور پرہیزگاری کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ آپ ﷜ کے تقوی کا یہ عالم تھا کہ اگر کبھی کوئی چیز تناول فرمائی اور بعد میں اس کے بارے میں شک و شبہ پیدا ہوا تو فوراً قے کر کے اگل دیتے اور فرماتے:

والله لو لم تخرج تلك اللقمة إلا مع نفسى لأخرجتها

’’خدا کی قسم اگر اس مشتبہ کھائی ہوئی چیز کے ساتھ میری روح

بھی نکل جائے تو میں اسے خارج کرنے میں تامل نہ کروں گا۔‘‘

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی زبانِ اقدس سے سنا ہے کہ:

لا يدخل الجنة جسد غُذي بالحرام

’’جس جسم کو حرام کی غذا ملی ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔‘‘

موجودہ دور میں اگر اسلامی معاشرے کا جائزہ لیں تو عوام سے لے کر خواص تک، ہر طبقہ سے حرام و حلال کی تمیز ختم ہو رہی ہے۔ جبکہ خلیفۃ الرسول ﷺ کی زندگی تقویٰ اور پرہیز گاری کے اس معیار پر تھی کہ حرام شے تو درکنار مشتبہ اشیاء سے بھی اس طرح پرہیز فرماتے جیسے حرام اشیاء سے بچتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں افرادِ معاشرہ اس قدر تقویٰ کے اسلامی اصولوں پر کاربند تھے کہ جماعتِ صحابہ کے افراد گھر سے صبح کے وقت طلبِ معاش کے لیے نکلتے تو اُن کی ازواج ان کو یہ نصیحت کرتی تھیں:

يا هذا، اتق الله في رزقنا، فإنا نصبر على الجوع ولا نصبر على النار

’’اے فلاں! ہمارے رزق کے معاملے میں اللہ سے ڈرنا، یعنی (حرام کی کمائی سے بچنا)، ہم دنیا کی بھوک پر صبر کر سکتیں ہیں مگر (بروزِ قیامت) آتشِ جہنم پر صبر نہیں کر سکتیں۔‘‘

اصلاحِ معاشرہ سے متعلق اقوال و ارشادات

معاشرہ کی اصلاح اور احیاء کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوال و ارشادات اتنے ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے، ذیل میں چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ اللہ رب العزت رحم کرے اس مرد پر جس نے اپنی جان سے اپنے بھائی کی مدد کی۔

۲۔ جب تجھ سے کوئی نیکی فوت ہو جائے تو اس کا تدارک کر اور اگر کوئی بدی تجھے آگھیرے تو اس سے بچ۔

۳۔ ہم ایک حرام میں پڑنے کے خوف سے ستر حلال کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

۴۔ جب زبان خراب ہو جاتی ہے تو انسان روتے ہیں، جب دل خراب ہو جاتا ہے تو اس پر فرشتے روتے ہیں۔

۵۔ شہوت کے سبب بادشاہ؛ غلام بن جاتے ہیں اور صبر سے غلام بادشاہ بن جاتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے قصے پر غور کر۔

۶۔ جس شخص نے گناہوں کو ترک کیا، اس کا دل نرم ہوگیا اور جس نے حرام کو ترک کیا، اس کا فکر و اندیشہ صاف ہوگیا۔

۷۔ تاریکیاں پانچ ہیں اور اس کے چراغ بھی پانچ ہیں:

i۔ حبِ دنیا تاریکی ہے اور اس کا چراغ تقویٰ ہے۔

ii۔ قبر تاریکی ہے اور چراغ لاالٰہ الا اللہ ہے۔

iii۔ آخرت تاریکی ہے اور اس کا چراغ نیک عمل ہے۔

iv۔ پل صراط تاریکی ہے اور اس کا چراغ یقین ہے۔

v۔ گناہ تاریکی ہے اور اس کا چراغ توبہ ہے۔

۸۔ بڑائی تقویٰ میں، دولت توکل میں اور عظمت تواضع میں ہے۔

۹۔ باہم قطع تعلق نہ کرو، حسد چھوڑ کر بھائی بھائی بن جاؤ۔

۱۰۔ عبادت ایک پیشہ ہے، اس کی دکان خلوت ہے، اس کا رأس المال تقویٰ ہے اور اس کا نفع جنت ہے۔

۱۱۔ مخلوق سے تکلیف دور کر کے خود اٹھا لینا حقیقی سخاوت ہے۔

ابوبکر بن حفص کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: خلیفہ بننے کے بعد میں نے قناعت کی زندگی بسر کی ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے کسی مال میں سے میرے پاس سوائے اس حبشی غلام، اونٹنی اور پرانی چادر کے اور کچھ بھی نہیں ہے، میری وفات کے بعد یہ تمام اشیاء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے کر بری ہو جانا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب یہ چیزیں پہنچیں تو آپ انہیں دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے اور فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو آپ پر اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! کہ اس امت کو آپ جیسا خلیفہ نصیب ہوا، جس نے اپنے نبی کی سنت کو زندہ رکھا اور دنیا کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔‘‘

آپ منصبِ خلافت پر دو سال چار ماہ فائز رہے اور بالآخر 22 جمادی الثانی 13 ہجری کو 63 برس کی عمر میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

❁❁❁❁❁

تحریکی سرگرمیاں

چیئرمین سپریم کونسل کا لاہور بار ایسوسی ایشن سے خطاب......کانووکیشن منہاج یونیورسٹی لاہور

2 روزہ نیشنل یوتھ ایوارڈ......نظام المدارس پاکستان کے زیر اہتمام ٹیچرز ٹریننگ

نظامتِ تربیت کے زیر اہتمام ورکشاپ (خصوصی رپورٹ)

کانووکیشن منہاج یونیورسٹی لاہور

گزشتہ ماہ منہاج یونیورسٹی لاہور کا کانووکیشن منعقد ہوا۔ کانووکیشن کی تقریب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے آن لائن شرکت کی، جبکہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، وزیراعظم کے مشیر شہباز گل، سابق وزیراعظم راجہ پرویز اشرف، پنجاب حکومت کے ترجمان حسان خاور، ناظمِ اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل خرم نواز گنڈا پور اور میاں عمران مسعود بنفسِ نفیس سٹیج پر براجمان تھے۔

کانووکیشن سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ ترقی اور خوشحالی کی چابی تعلیم یافتہ باکردار نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے، تربیت کے بغیر تعلیم بے فائدہ ہے۔ نوجوان علم و تحقیق کے ساتھ دائمی رشتہ استوار کریں اور کردار کو شفاف رکھیں۔

کانووکیشن میں وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ساجد محمود شہزاد نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے منہاج یونیورسٹی لاہور کا تعارف اور مختلف ڈگری پروگرامز کے بارے میں شرکاء کانووکیشن کو آگاہ کیا اور بتایا کہ منہاج یونیورسٹی لاہور اپنے بہترین ڈگری پروگرامز اور معیارِ تعلیم کی وجہ سے ڈبلیو 3 کیٹگری میں شمار ہوتی ہے۔

ڈپٹی چیئرمین بورڈ آف گورنرز منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تقریب میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم، تحقیق اور تربیت منہاج یونیورسٹی لاہور کا طرۂ امتیاز ہے۔ اپنے بہترین نظم و نسق اور بلند تحقیقی معیار کی بدولت منہاج یونیورسٹی کا شمار ملکی اور بین الاقوامی سطح کے بہترین تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے۔

کانووکیشن میں وزیراعظم کے مشیر شہباز گل نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیالکوٹ اور سانحہ ماڈل ٹاؤن جیسے سانحات پر میں شرمندہ ہوں۔ انصاف نہ ملنے سے انتشار پھیلتا ہے۔ سانحہ سیالکوٹ میں انصاف ہوگا اور مجرم پھانسیاں بھی چڑھیں گے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس میں انصاف اس لئے نہیں ہو رہا کیونکہ اس میں گریڈ 21 اور 22 کے افسران اور اشرافیہ شامل ہیں۔ میں منہاج یونیورسٹی لاہور اور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو علم کے فروغ پر مبارکباد دیتا ہوں۔

سابق وزیرِ اعظم راجہ پرویز اشرف نے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے پوری دنیا کے سامنے اسلام کا پرامن چہرہ پیش کیا، معاشرے میں عدمِ برداشت کا بڑھنا لمحہ فکریہ ہے، ہمیں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا کلچر اختیار کرنا ہے یہی ہماری اقدار اور آگے بڑھنے کا راستہ ہے۔

کانووکیشن کے اختتام پر سال 2014ء سے 2020ء کے بی ایس، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے 35 سو سے زائد فارغ

التحصیل طلباء و طالبات کو ڈگریاں تقسیم کی گئیں اور مختلف تعلیمی شعبہ جات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے 179 طلباء وطالبات کو گولڈ میڈل جبکہ 278 طلبہ کو رول آف آنرز اور میرٹ سرٹیفکیٹس سے نوازا گیا۔ چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈپٹی چیئرمین بورڈ آف گورنرز منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ساجد محمود شہزاد نے مختلف تعلیمی شعبہ جات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلبہ کو گولڈ میڈل پہنائے اور میرٹ سرٹیفکیٹس سے نوازا۔

تقریب میں رجسٹرار منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر خرم شہزاد، مرکزی سیکرٹری اطلاعات منہاج القرآن انٹرنیشنل نوراللہ صدیقی، شہزاد رسول، حاجی محمد اسحاق، حفیظ چوہدری چیئرپرسن ویمن امپاورمنٹ تنزیلہ عمران، جہاں آرا وٹو، اظہر زیدی سمیت منہاج یونیورسٹی لاہور کے مختلف تعلیمی شعبہ جات کے ڈینز، فیکلٹی ممبران اور ڈگریاں وصول کرنے والے طلبہ کے والدین نے شرکت کی۔

منہاج یوتھ لیگ کے زیرِ اہتمام دو روزہ نیشنل یوتھ ایوارڈ تقریب

گزشتہ ماہ منہاج یوتھ لیگ کے زیرِ اہتمام کنونشن سنٹر اسلام آباد میں دو روزہ نیشنل یوتھ ایوارڈ تقریب منعقد ہوئی جس میں ہر طبقۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر ملکی سطح پر کارہائے نمایاں سرانجام دینے والے بیسیوں افراد کو ٹیلنٹ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی محمد قاسم سوری نے کہا کہ پاکستان کے چھپے ہوئے یوتھ ٹیلنٹ کو قومی سطح پر اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے منہاج یوتھ لیگ اور ایجوکاسا انٹرنیشنل کو نیشنل یوتھ ایوارڈ اور رائزنگ پاکستان ایکسپو کے انعقاد پر بھرپور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے سینیٹر ولید اقبال نے کہا کہ حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کی تعلیمات کا مرکز ومحور نوجوان تھے۔ کسی بھی ملک کے باصلاحیت اور پڑھے لکھے نوجوان اس ملک کی ترقی کا راز ہوتے ہیں۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ناظمِ اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈاپور نے کہا کہ باصلاحیت نوجوانوں کو ایوارڈ دینے کی سوچ قابلِ تحسین ہے اور منہاج یوتھ لیگ اس اقدام پر مبارکباد کی مستحق ہے۔

افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے منہاج یوتھ لیگ کے صدر مظہر محمود علوی نے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ساری زندگی نوجوانوں کی تعلیم و تربیت اور ان کے کردار کو سنوارنے پر محنت کی۔ منہاج یوتھ لیگ نے ملک بھر سے ایسے سیکڑوں نوجوانوں کا انتخاب کیا ہے جنہوں نے مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس کے پاس یوتھ کا خزانہ ہے۔ نوجوانوں کی صلاحیتوں سے استفادہ کر کے پاکستان کو خوشحال بنایا جا سکتا ہے۔

☆ جناح کنونشن سنٹر میں منہاج یوتھ لیگ اور ایجوکاسا کے مشترکہ تعاون سے منعقدہ نیشنل یوتھ ایوارڈ کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا کہ حکومت سارا بجٹ نوجوانوں کی جدید تعلیم و تربیت پر خرچ کرے، یہی نوجوان اپنی ایجادات کے ذریعے پاکستان کو دنیا کا امیر ترین اور محفوظ ترین ملک بنا دیں گے۔ پاکستان باصلاحیت نوجوانوں کا قابلِ فخر ملک ہے، پاکستان کے نوجوان دنیا بھر میں اپنے ٹیلنٹ کا لوہا منواتے ہیں۔ ریاستی سطح پر ان نوجوانوں کی صلاحیتوں سے استفادہ کیا جائے۔ پاکستان کا جتنا اندرونی بیرونی قرضہ ہے اتنی بھارت سالانہ آئی ٹی ایکسپورٹ کرتا ہے۔ پاکستان کی سالانہ آئی ٹی ایکسپورٹ 7 سو ملین ڈالر ہیں، جبکہ بھارت صرف آئی ٹی کی مد میں سالانہ 133 بلین ڈالر ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ اب تیل کے نکلنے سے نہیں نوجوانوں کو جدید تعلیم دینے سے قومیں خوشحال بنتی ہیں۔ پاکستان نوجوان آبادی پر مشتمل دنیا کا امیر ترین ملک ہے۔ روایتی تعلیم کی بجائے نوجوانوں کو انفارمیشن ٹیکنالوجی، سائنس جدید طب کی تعلیم دینا ہوگی اس وقت پاکستان کو سافٹ ویئر انجینئرز اور زرعی سائنسدانوں کی ضرورت ہے۔

☆ جناح کنونشن سنٹر اسلام آباد میں منہاج یوتھ لیگ کے زیرِ اہتمام منعقدہ نیشنل یوتھ ایوارڈ کی تقریب میں ڈاکٹر حسین محی الدین

قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملکی ترقی کے لیے پاکستان کے بینک شوگر ملز کی بجائے نوجوانوں کو قرض دیں۔ شوگر ملز کو قرضے دے کر آپ نے دیکھ لیا، اب نوجوانوں کو ٹیلنٹ کے لیے قرض دیں تو اب بھی ملکی ترقی کے لیے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ ٹیلنٹ کی قدر کرتے ہوئے ہمیں اپنے ملک کے ہیروز کو تسلیم کرنا ہوگا، جو قومیں ہیروز کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی تو وہاں پھر ہیروز پیدا ہونا بند ہو جاتے ہیں۔ جو کچھ منہاج القرآن کی بساط میں ہے، وہ ہم نے کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ پاکستان میں ٹیلنٹ کی کمی نہیں، ٹیلنٹ میں نوجوان اور پاکستان کی عوام خداداد صلاحیتوں کی مالک ہے۔ لیکن اس ٹیلنٹ کو حکومتی سطح پر تسلیم نہیں کیا جاتا، یہ کریڈٹ صرف اور صرف پاکستان کی عوام کا ہے، جنھوں نے انتہائی نامساعد حالات میں بھی عالمی سطح پر ترقی کی ہے، لیکن حکومت اور سسٹم نے یہ اہلیت پیدا نہیں کی۔ پاکستان میں باصلاحیت ٹیلنٹ کو حکومت اور پھر پرائیویٹ سیکٹر میں مواقع ملنے چاہئیں۔

پوری دنیا میں اعلیٰ تعلیم یافتہ گریجوایٹس پیدا کرنے کی دوڑ میں پاکستان کوالٹی کی بجائے صرف عدد پیدا کر رہا ہے۔ کیا ہمارے ادارے ایسے ہیں کہ ہم نالج بیسڈ اکانومی کھڑی کرسکیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم ایسا کرنے میں ناکام ہیں۔ اس کا ذمہ دار ٹیلنٹ اور نوجوان نہیں بلکہ یہ تعلیمی نظام اور حکومت ہے۔ اسی طرح ریسرچ اور ڈویلپمنٹ کے شعبہ میں پاکستان کی دگرگوں صورتحال ہے۔ کسی بھی پالیسی کی کامیابی کے لیے صرف حکومت ہی ذمہ دار ہے کہ کم از کم 10 سال پالیسی کا نفاذ کیا جائے۔

منہاج یوتھ لیگ کو اس ایوارڈ تقریب اور نوجوانوں کی صلاحیتوں کے اعتراف کرنے اور انہیں ایوارڈ دینے پر خصوصی مبارکباد دیتا ہوں۔ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے یہ منہاج یوتھ لیگ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا قائم کردہ پلیٹ فارم ہے۔ جو نوجوان ایوارڈ لینے میں کامیاب ہو کر ہیرو بنے ہیں، انہیں اپنی زندگی میں بھی حقیقی ہیرو بننا ہے۔ حقیقی ہیرو بننے کے لیے ایمانداری کو اپنی زندگی کا اولین مقصد بنانا ہے۔

نیشنل یوتھ ایوارڈ کی تقریب سے منہاج یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر ڈاکٹر ساجد محمود شہزاد، ہلال احمر کے چیئرمین ابرار الحق، ایجوکاسا کے سی ای او اظہر محمود علوی، منہاج یوتھ لیگ کے صدر مظہر محمود علوی، سید امجد علی شاہ، سعید رضا بغدادی نے اظہار خیال کیا۔ نیشنل یوتھ ایوارڈ کی تقریب میں ماریہ جدون، سونیا ستی، اسماعیل انعام، وقاص وحید، بینش قادر، سارہ احمد، ایاز، حنا انیس، سلویٰ انعام خان، راشد منہاس، اریب خان، ڈاکٹر سنتوش کمار، ایمان جواد، علی احمد اعوان، لینتا عتیق، ملکہ زاہد، محمد جہانگیر، محمد نقیب اعظم، محمد قاسم، محمد سعد، نجیب اللہ، نیلوفر شوکت، ندا خان، رافعہ بی بی، رفعت حنیف، صدف خورشید، حافظ محمد حفیظ، عبیداللہ، سید واجد علی نقوی اور دیگر کو ایوارڈز دیئے گئے۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ایوارڈز حاصل کرنے والے نوجوانوں کو مبارک باد دی۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کے صدر فیصل مشہدی، نائب ناظم اعلیٰ میڈیا افیئرز نوراللہ صدیقی، نائب ناظم اعلیٰ کوارڈینیشن انجینئر محمد رفیق نجم، نائب صدر پاکستان عوامی تحریک راجہ زاہد محمود، ایڈمن ڈائریکٹر جواد حامد، قاضی فیض الاسلام، مرکزی صدر ایم ایس ایم چوہدری عرفان یوسف، شاہد مرسلین، منصور قاسم اعوان، علامہ محمود مسعود، شہزاد رسول، مرکزی صدر منہاج القرآن ویمن لیگ ڈاکٹر فرح ناز، سدرہ کرامت، انیلہ الیاس ڈوگر و دیگر قائدین بھی تقریب میں موجود تھے۔

نظام المدارس پاکستان کے زیرِ اہتمام تین روزہ ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپ

گزشتہ ماہ نظام المدارس پاکستان کے زیرِ اہتمام 3 روزہ ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپ منعقد ہوئی جس میں 200 سے زائد مدارسِ دینیہ کے سیکڑوں اساتذہ نے شرکت کی۔ 3 روزہ ٹیچرز ٹریننگ پروگرام کے پہلے روز جدید طرز کے تقاضوں کے مطابق تربیت یافتہ ماہرینِ تعلیم نے لیکچرز دیئے۔ ماہرینِ تعلیم نے اپنے لیکچرز میں تعلیم میں جدت اور مدارس میں ٹیکنالوجی کے استعمال پر زور دیا۔ جدید دور کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ٹریننگ ورکشاپ میں شریک اساتذہ کو منفرد انداز میں تعلیم و تدریس کے طریقے بتائے گئے۔

ناظمِ امتحانات نظام المدارس پاکستان عین الحق بغدادی نے استقبالیہ کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ پہلی بار مدارسِ دینیہ کے اساتذہ کے لیے تربیتی اور ریفریشر کورسز کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ اس ورکشاپ کا مقصد یہ ہے کہ معیارِ تعلیم کو بہتر کیا جاسکے اور دینی مدارس میں زیرِ تعلیم طلبہ کی صحیح دینی خطوط پر تربیت ہوسکے۔

ٹریننگ ورکشاپ سے علامہ مفتی بدرالزمان قادری نے ''تدریسی اخلاقیات'' کے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ نئی نسل کو تدریسی علم کے ساتھ اخلاقیات کا درس دینا بھی ضروری ہے۔ تعلیم جیسے مقدس پیشے کو کاروبار سے زیادہ مشن کے طور پر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن اوصاف و امتیازات کے ساتھ نوازا ہے، ان میں دو باتیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں: ایک علم اور دوسرا اخلاق۔ اگر ہمارا تعلیمی نصاب اور نظام طلبہ میں اخلاقِ حسنہ پیدا نہ کرے تو ہمیں نصاب اور نظام دونوں کو بدلنا ہوگا۔

حافظ سعید رضا بغدادی ڈائریکٹر شعبہ کورسز منہاج القرآن انٹرنیشنل نے ''عربی گرائمر و ترجمۃ القرآن'' کے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں دینی علوم اور فنون پڑھاتے ہوئے طریقۂ تدریس کو بہتر سے بہترین بنانا ہوگا۔ تدریس کے دوران ملٹی میڈیا اور جدید ذرائع کا استعمال کر کے تدریس کا معیار بہتر کیا جا سکتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد جامی نے ''علمی ثقاہت کی ضرورت و اہمیت'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ استاد کا تعلیمی معیار مستقبل میں قوم کے تعلیمی معیار کا عکاس ہوتا ہے۔ علمی و فکری طور پر کمزور استاد کبھی بھی بہترین معاشرے کی تشکیل نہیں کر سکتا۔

ڈائریکٹر نصاب نظام المدارس ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی نے ''نظام المدارس پاکستان کے نصاب کا تعارف'' کرواتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تین صدیوں بعد مدارسِ دینیہ کے نصاب کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے ایک نئی نسل کی تیاری کی بنیاد رکھ دی ہے۔

معروف موٹیویشنل سپیکر اور ڈائریکٹر ٹریننگ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی ہارون ثانی نے کلاس مینجمنٹ کے موضوع پر لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ پڑھانے اور سکھانے میں فرق ہے۔ حقیقی استاد وہ ہے جو پڑھائے بھی اور سکھائے بھی۔ ہمارے نظامِ تعلیم کا بڑا حصہ معلومات کا ذخیرہ تو دیتا ہے مگر عملی زندگی کا تجربہ فراہم نہیں کرتا۔

ڈائریکٹر ٹریننگ علامہ غلام مرتضیٰ علوی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ پہلے دن کی نشست میں مرکزی قائدینِ تحریک، حاجی امداد اللہ خان صدر نظام المدارس سمیت دیگر رہنماؤں نے بھی خصوصی شرکت کی۔

☆ نظام المدارس پاکستان کے زیرِ اہتمام تین روزہ ٹریننگ ورکشاپ کے دوسرے روز فریدِ ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر علامہ محمد فاروق رانا، ناظمِ اعلیٰ نظام المدارس پاکستان علامہ میر آصف اکبر، سید عبد الرحمٰن بخاری، ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی، ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی، موٹیویشنل سپیکر اظہار الحق، ماسٹر ٹریز عمران بھٹی، علامہ غلام مرتضیٰ علوی اور علامہ عین الحق بغدادی نے معلم کے اوصاف، ادارہ جاتی استحکام، انتہا پسندی اور متشدد رویوں سے نجات، اخلاقیات، فنِ اظہار و بیان، عربی زبان کے قواعد کے موضوعات پر لیکچرز دیئے۔

محمد فاروق رانا نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ عصری تقاضوں سے ہم آہنگ نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم کے ذریعے انتہا پسندی اور عدمِ برداشت کے چیلنج سے نمٹا جا سکتا ہے۔ انسانیت سے محبت اور حسنِ سلوک کا برتاؤ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ اسلام مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں سے محبت و شفقت پر مبنی سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ایک مسلمان اور مومن کی پہچان اس کا پیکرِ اخوت و محبت ہونا ہے۔

موٹیویشنل سپیکر اظہار الحق نے کہا کہ حال ہی میں ہاورڈ یونیورسٹی میں ایک سٹڈی کی گئی ہے جس سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جو قومیں وقت کی قدر کرتی ہیں ان کے رویے معتدل پائے گئے اور وہ محنت پر یقین رکھتی ہیں، اپنی ذمہ داریوں اور اپنے

رشتوں سے انصاف کرتی ہیں۔ اس سٹڈی میں وہ قومیں جو پسماندہ ہیں، وہ ان اوصاف سے محروم پائی گئیں۔ ترقی و خوشحالی کے لیے ہمیں اپنے رویوں کو ٹھیک کرنا ہوگا۔

☆ نظام المدارس پاکستان کی تین روزہ تدریسی ورکشاپ کے تیسرے روز سیکڑوں علماء نے مشترکہ اعلامیہ میں سانحہ سیالکوٹ کی مذمت کی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ مدارسِ دینیہ کے طلبا کے اخلاق اور کردار سازی پر سب سے زیادہ توجہ دی جائے گی۔ علماء نے مشترکہ اعلامیہ میں کہا کہ ایسے پرتشدد واقعات کا اسلام کی پر امن تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ذمہ داروں کو قانون کے مطابق کڑی سزا ملنی چاہئے۔

ورکشاپ کے اختتامی روز چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے تین روزہ تدریسی ورکشاپ میں شرکت کرنے والے مدرسین و مدرسات، ناظمین و ناظمات کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ استاد اور علماء نئی نسل کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ انہیں ادب اور اخلاق سکھائیں، اختلافِ رائے کا مطلب دشمنی اور دنگا فساد نہیں ہوتا۔ ائمہ ومحدثین کے درمیان فقہی امور پر اختلافِ رائے ہوتا تھا مگر ان کے درمیان ادب و احترام کا رشتہ قائم و دائم رہتا تھا۔ علمی اختلاف پر کبھی قطع تعلق نہیں ہوتا تھا، افسوس! آج گردنیں کاٹی جاتی ہیں، اس متشدد رویے کا مصطفوی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اسلام دینِ امن و رحمت ہے، اس میں سیالکوٹ جیسے سانحات کی کوئی گنجائش نہیں ہے، ایک اسلامی سوسائٹی میں معلم کا کردار بڑا اہم ہے، معلم کے کردار سے ہی سوسائٹی میں تہذیب و شائستگی کی اقدار پروان چڑھتی ہیں۔

ناظمِ اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈا پور نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ متشدد رویوں والے معاشرے مٹ جاتے ہیں۔ تحریک منہاج القرآن اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بین المذاہب رواداری اور اور اتحادِ امت کو فروغ دے رہے ہیں۔

اس موقع پر نظام المدارس پاکستان کے صدر علامہ امداد اللہ قادری، ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی، ڈاکٹر شبیر احمد جامی، علامہ میر آصف اکبر، علامہ محمد فاروق رانا، علامہ بدر الزمان، علامہ سعید رضا بغدادی، ڈاکٹر شفاقت بغدادی، ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی، علامہ غلام مرتضیٰ علوی، اظہار الحق، عمران بھٹی، علامہ عین الحق بغدادی، ہارون ثانی، عبدالرحمٰن بخاری نے بھی خطاب کیا۔ اختتامی تقریب میں بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، علامہ رانا محمد ادریس، جی ایم ملک، رانا نفیس حسین قادری، مظہر محمود علوی، سدرہ کرامت، ام حبیبہ اسماعیل، معروف صحافی و کالم نویس حافظ شفیق الرحمان، میاں حبیب، قاضی فیض الاسلام نے شرکت کی۔

نظامتِ تربیت کے زیرِ اہتمام دو روزہ ٹریننگ ورکشاپ

منہاج القرآن کے ڈائریکٹوریٹ آف ٹریننگ کے زیرِ اہتمام مرکزی سیکرٹریٹ پر دو روزہ ٹریننگ ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔

اس تقریب میں شمالی پنجاب، سنٹرل پنجاب، لاہور زون، اسلام آباد اور کشمیر زون سے ذمہ داران نے شرکت کی۔ ورکشاپ کے افتتاحی روز ناظمِ اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس ٹریننگ سیشن کا بنیادی مقصد جدید دور کے تقاضوں کے مطابق کارکنان کی ایسی تربیت کرنا ہے تاکہ مرکز سے لے کر یونین کونسل تک جب تنظیمات تحریک کا پیغام لے کر عامۃ الناس تک جائیں تو اس میں یکسوئی بھی ہو اور یکسانیت بھی ہو۔ مشن کا علم، امن اور محبت والا پیغام مؤثر اور دل پذیر انداز میں گراس روٹ لیول تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے، جس پر عمل درآمد کے لیے ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔

نائب ناظمِ اعلیٰ کوآرڈینیشن انجینئر ڈاکٹر محمد رفیق نجم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کا دور سوشل میڈیا کا دور ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق سوشل میڈیا کے ذریعے دعوت کا فروغ انتہائی ضروری ہے۔ دورِ حاضر میں سوشل میڈیا، روایتی میڈیا کی نسبت خاصی مقبولیت پا چکا ہے اور عوام الناس کی گہری دلچسپی کا باعث بھی ہے۔ سوشل میڈیا جہاں نوجوان نسل کی دلچسپی، معلوماتِ عامہ اور دیگر اہم ملکی و غیر ملکی خبروں کا ذریعہ ہے، وہیں نوجوان نسل کے لیے منفی اثرات اور اخلاقی بگاڑ کا باعث بھی بن رہا ہے، جسے

محض وعظ و نصیحت کے ذریعے روکا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ عوام الناس اور بالخصوص نوجوان نسل کو سوشل میڈیا کے مثبت استعمال کے بارے میں رہنمائی اور ہدایات دی جائیں تا کہ نوجوان نسل اس جدید ترین میڈیا ٹول سے استفادہ کرتے ہوئے مشن کے پیغام کی ترویج و اشاعت اور ملک وقوم کی تعمیر و ترقی میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ نائب ناظمِ اعلیٰ کوآرڈینیشن انجینئر ڈاکٹر محمد رفیق نجم نے شرکاء کو فیلڈ ورک کے حوالے سے گائیڈ لائن دی اور ہر ضلع کے کام کو مثبت اور پروفیشنل انداز میں آگے بڑھانے کے لیے نظامتِ دعوت کی طرف سے تیار کردہ فائل دی گئی۔

تربیتی ورکشاپ سے نائب ناظمِ اعلیٰ دعوت پروفیسر محمد سلیم چوہدری نے ٹرینرز کی بنیادی خصوصیات بیان کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ جب آپ کسی شخصیت یا ادارہ سے جڑ جاتے ہیں تو پھر آپ اس ادارہ کی فکر کے ترجمان اور آئینہ دار ہوتے ہیں اور لوگ آپ کے کردار میں اس ادارہ کو دیکھتے اور آپ کی وجہ سے اس سے جڑتے یا کٹتے ہیں۔ لہذا ہمیں اپنے کردار کو انتہائی پختہ کرنا ہوگا تا کہ لوگ ہمارے کردار سے متاثر ہوکر تحریک کے قریب ہوتے چلے جائیں۔

ڈائریکٹر ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ غلام مرتضیٰ علوی نے منہاج القرآن کے نئے دعوتی پراجیکٹ ''فہمِ دین'' کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ دینِ اسلام کے فہم کو شیخ الاسلام کے خطابات کے ذریعے رفقاء اور عامۃ الناس تک پہنچانے کے اس پراجیکٹ کا نام فہمِ دین رکھا گیا ہے جس میں ہم سوشل میڈیا کے تمام ٹولز کا مؤثر استعمال کرتے ہوئے اسلام اور تحریک کا پیغام لاکھوں لوگوں تک پہنچا سکیں گے۔

اس موقع پر ڈائریکٹر منہاج انٹرنیٹ بیورو عبدالستار منہاجین نے شیخ الاسلام کی E-Book اور گوشہ درود ایپ کا تعارف کروایا۔

علامہ منہاج الدین قادری نے اوصافِ قیادت کے موضوع پہ خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قیادت کا بنیادی مقصد انسانوں کی درست رہنمائی اور ان کے مسائل کا آسان حل فراہم کرنا ہوتا ہے۔ باشعور، باصلاحیت اور دیانت دار قیادت نہ صرف انسانی مسائل کے حل میں ہمیشہ مستعدو سرگرم رہتی ہے بلکہ معاشرے کی خوشحالی، امن اور ترقی میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

اس تربیتی ورکشاپ میں چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ انھوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جدید ذرائع ابلاغ اسلام اور تحریک کی فکر کو عام کرنے اور عامۃ الناس تک پہنچانے کے لیے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں، لہذا ہمیں دورِ جدید کے تمام تر ذرائع ابلاغ کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلام کا پیغام امن و رحمت اور پیغام محبت لوگوں تک پہنچانا چاہیے۔

منہاج القرآن اس دور کی تجدیدِ دین اور احیائے اسلام کی واحد تحریک ہے جس نے ہر دور میں اور ہر سطح پہ اسلام کا دفاع کیا ہے۔ منہاج القرآن نے اپنے رفقاء و اراکین کو ہمیشہ انسانیت سے پیار، محبت، بھلائی اور امن کا درس دیا ہے اور معاشرے میں بھی امن و محبت کا پرچار کیا ہے۔ تحریک منہاج القرآن اول روز سے امت کو فرقہ واریت سے نکالنے اور ایک وحدت میں پرونے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ قائدِ تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام نے قوم کو قرآنک انسائیکلو پیڈیا، تفسیر القرآن، انسائیکلوپیڈیا آف سنہ کے تحفے دیے ہیں۔ آج اگر اسلام کی اقدار پر حملے ہوں، تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کی شان کا دفاع کرنا ہو، صحابہ کرام ﷺ کی شان کا دفاع کرنا ہو یا اہلِ بیت اطہار علیہم السلام کی شان بلند کرنی ہو تو آپ کو ہر جگہ تحریک منہاج القرآن ہر قسم کی فرقہ واریت سے بالاتر نظر آتی ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے رفقاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ انتھک ہوں، ان میں جہدِ مسلسل کا ملکہ ہو، ان میں دین کی خدمت گزاری کا جذبہ ہو اور وفاشعاری ہو۔ رفیق کے لیے ضروری ہے کہ وہ علمی، عملی، اخلاقی پختگی کا حامل ہو اور ثابت قدم ہو، تا کہ جب وہ مشن کا، دین کا، اسلام کا پیغام لیکر لوگوں تک جائے تو لوگ اس کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اسلام کا امن و رحمت پیار و محبت پھیلانے میں آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

پروگرام کے آخر میں انجینئر محمد رفیق نجم نے تربیتی ورکشاپ کی رپورٹ اور ڈائریکٹر ٹریننگ علامہ غلام مرتضیٰ علوی نے سابقہ

ٹریننگ سیشنز کی رپورٹ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو پیش کی۔ چیئرمین سپریم کونسل نے تربیتی ورکشاپ کے انعقاد پر نظامتِ تربیت، نائب ناظمِ اعلیٰ کوآرڈینیشن و جملہ منتظمین کو خصوصی مبارکباد دی۔

☆ اس تربیتی ورکشاپ کے اختتامی سیشن میں صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی اور خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کامیاب داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ صبر و تحمل، بردباری اور قوتِ برداشت کا پیکر ہو، اپنے قائد اور مشن کا سچا فرزند اور پیروکار وہ ہے جو قائد کے نقشِ قدم پر ہے اور اس کا حقیقی نمائندہ ہے۔ بطور ذمہ دار اور کارکن دعوتی مساعی میں ہمارے شخصی رویوں، کردار اور اخلاق کا گہرا اثر ہوتا ہے، اور ایسے تربیت یافتہ کارکنان ہی تحریکوں کی کامیابی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ایک ہی وقت میں تحریک منہاج القرآن کے قائد، استاد، رول ماڈل اور روحانی شیخ ہیں۔ شیخ الاسلام کی تعلیمات ہمیں پیار، محبت، رواداری اور امن کا درس دیتی ہیں۔ تحریک منہاج القرآن اصلاحِ احوالِ امت اور اقامتِ دین کی عالمگیر تحریک ہے۔

ورکشاپ سے ناظمِ اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کوئی بھی تحریک یا تنظیم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک اس کے کارکنان منظم انداز میں تربیت یافتہ نہ ہوں۔ تحریک منہاج القرآن کا یہ امتیاز ہے کہ دنیا بھر میں لوگ اس کے کارکنان کو ان کی بہترین تربیت کی وجہ سے جانتے ہیں۔ منہاج القرآن کے کام کو مزید منظم انداز میں کرنے کے لیے نظامتِ دعوت و تربیت نے ٹریننگ سیشنز کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس پر پورا شعبہ مبارکباد کا مستحق ہے۔

مرکزی نائب ناظمِ اعلیٰ رانا محمد ادریس نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کی تعلیمات اور قرآن کریم کی پہلی وحی بھی تعلیم و تربیت کی تعلیم دیتی ہے۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا شعبہ موجود نہیں ہے جس میں آئے دن نئے تجربات اور نئے طریقے نہیں اپنائے جاتے، اسی لیے منہاج القرآن اول روز سے اپنے کارکنان کی تربیت کا مناسب بندوبست کرتا ہے۔

اس موقع پر نائب ناظمِ اعلیٰ علامہ رانا محمد ادریس نے 2 روزہ ورکشاپ کی رپورٹ صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل کو پیش کی اور شرکاء کو فیلڈ ورک کے حوالہ سے گائیڈ لائن دی۔ اس موقع پر ضلع کے کام کو مثبت اور پروفیشنل انداز میں آگے بڑھانے کے لیے نظامت دعوت کی طرف سے تیار کردہ فائل بھی شرکاء کو دی گئی۔

مرکزی نائب ناظمِ اعلیٰ میڈیا افیئرز نوراللہ صدیقی نے سوشل میڈیا کی اہمیت پہ زور دیتے ہوئے کہا کہ سوشل میڈیا شعورِ علم اور دعوت کی نئی راہیں بھی کھولتا ہے اور حالاتِ حاضرہ سے باخبر بھی رکھتا ہے۔ لہٰذا تحریک منہاج القرآن کے ذمہ دار ہونے کے ناطے ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ دعوتِ دین اور انسانیت کی خدمت کے لیے سوشل میڈیا کا مثبت استعمال کریں تاکہ تحریک منہاج القرآن کا پیغام علم و امن صحیح معنوں میں لوگوں تک پہنچایا جاسکے۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا لاہور بار ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام فکری نشست سے خطاب

گزشتہ ماہ منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے لاہور بار ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام ''ریاستِ مدینہ کا دستور اور اس کا عملی نفاذ'' کے موضوع پر ایوانِ عدل میں منعقدہ علمی و فکری نشست میں خصوصی شرکت کی اور اظہارِ خیال فرمایا۔ ڈاکٹر حسن محی الدین نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ریاستِ مدینہ کی انتظامی بنیاد امن و انصاف اور رول آف لاء پر قائم ہوئی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُمت کو بلدیاتی نظام، صوبائی خودمختاری، فنانشل مینجمنٹ اور جسٹس سسٹم دیا۔ ریاستِ مدینہ کا دستور ذات پات اور رنگ و نسل سے بالاتر خالصتاً قانون و انصاف کی بالادستی کے تصورات پر مشتمل تھا۔ میثاقِ مدینہ کے ذریعے تاریخِ عالم کا پہلا ملٹی نیشنز دستوری معاشرہ تشکیل پایا جس کے ہر شہری کو امتِ واحدہ کا سٹیٹس دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ نسل اور مذہبی شناخت سے قطع نظر ہر شہری کو جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے ساتھ ساتھ انہیں اپنی مذہبی، سماجی اور ثقافتی روایات کی پاسداری کا قانونی حق بھی دیا گیا۔ میثاقِ مدینہ بین المذاہب رواداری، انسانی حقوق کے تحفظ و احترام اور بین

الاقوامی اقدار پر مبنی تاریخِ عالم کی پہلی جامع دستوری دستاویز ہے، ریاستِ مدینہ میں پہلی بار مشترکہ دفاع، انصاف، امن و امان، سیاسی، سماجی اور مذہبی حقوق کے تحفظ کو اوّلیت دی گئی۔

ریاستِ مدینہ میں آباد تمام طبقات کو ان کی مذہبی روایات اور معاہدات کے مطابق خون بہا وصول کرنے، فیصلے کرنے اور ریونیو جمع کرنے کا اختیار دے کر اختیارات کی نچلی سطح تک تقسیم کا تصور دیا گیا۔ ہر شہری خواہ وہ مسلمان تھا یا غیر مسلم ریاست کے ساتھ وفاداری کو لازمی قرار دیا گیا۔ ریاست کے ساتھ وفاداری کرنا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔

لاہور بار ایسوسی ایشن کے صدر سرود احمد ملک نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ کھوکھلے نعروں سے ریاستِ مدینہ وجود میں نہیں آئے گی، بینارٹیز اور کمزور طبقات اظہار رائے کا وہی حق مانگ رہے ہیں جو ریاستِ مدینہ میں تمام طبقات کو حاصل تھا۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تعلیم و تربیت کے شعبے میں گرانقدر نمایاں خدمات انجام دیں۔ اس تقریب میں شرکت کرنے اور اظہارِ خیال کرنے پر منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ریاستِ مدینہ کے موضوع پر تھا۔

لاہور بار ایسوسی ایشن کے نائب صدر ایم ایچ شاہین نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ وزیراعظم عمران خان ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے ریاستِ مدینہ کے موضوع پر لکھے گئے پی ایچ ڈی کے مقالے کا بغور مطالعہ کریں۔ ریاستِ مدینہ کے موضوع پر پہلی جامع فکری نشست کے انعقاد کی سعادت لاہور بار ایسوسی ایشن کو ملی۔ ہم اس پر منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے مشکور ہیں۔ تقریب میں صاحبزادہ انوار اختر ایڈووکیٹ، سردار غضنفر حسین ایڈووکیٹ، آصف سلہریا ایڈووکیٹ، نعیم الدین چودھری ایڈووکیٹ اور سینئر وکلاء رہنماؤں نے شرکت کی۔

برطانیہ: منہاج کالج مانچسٹر کے لیونگ لیگسی فیسٹیول میں شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری کا خطاب

منہاج کالج مانچسٹر یوکے کے زیر اہتمام لیونگ لیگسی فیسٹیول منعقد ہوا۔ شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری پروگرام کے مہمانِ خصوصی تھے۔ اپنی نوعیت کے اس منفرد پروگرام میں ممتاز علمائے کرام اور ثنا خوانِ مصطفیٰ ﷺ شریک ہوئے۔ اس پروگرام میں بچوں کے لیے تفریحی سرگرمیوں اور فیملیز کے لیے سٹالز کا بھی خصوصی انتظام کیا گیا۔

لیونگ لیگسی فیسٹیول میں شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کائنات میں اخلاقِ حسنہ کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ کی شخصیت ہی انسانیت کی معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو امت کے لیے کامل رول ماڈل بنایا اور آج ہمیں زندگی میں کامیابی کے لیے آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ سے درس لینا ہوگا۔ آپ ﷺ انسانیت کے لیے سراپا رحمت ہیں۔ آپ ﷺ بنی نوع انسان اور کائنات کی تمام مخلوقات کے لیے نبی رحمت بن کر آئے۔ اسی لیے آپ ﷺ کی تعلیمات اور سیرتِ طیبہ پر عمل کرنے سے ہی حقیقی کامیابی مل سکتی ہے۔

شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری نے پروگرام کے کامیاب انعقاد پر منہاج کالج مانچسٹر کی انتظامیہ اور تحسین خالد کو خصوصی مبارکباد پیش کی۔ اس پروگرام میں علمائے کرام، اساتذہ کرام، سکالرز، طلباء، فیملیز اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کی ممتاز شخصیات نے بھی شرکت کی۔

کینیڈا: ''Mercy to Humanity Muhammad'' کانفرنس میں شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری کا خطاب

گزشتہ ماہ مسی ساگا کے (Living Arts Centre RBC Theatre) میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کینیڈا اور مسلم یوتھ لیگ کینیڈا کے زیرِ اہتمام منعقدہ حضور نبی اکرم ﷺ انسانیت کے لیے باعثِ شفقت و رحمت (Mercy to Humanity Muhammad) کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، جس میں شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری نے خصوصی شرکت کی۔ یہاں تاریخ میں پہلی بار

میلاد النبی ﷺ کا باقاعدہ پروگرام ہوا۔ میئر برامپٹن Patrick Brown مہمان خصوصی تھے جبکہ ایم پی سلمٰی زاہد Scarborough centre)، ایم پی شفقت علی (Brampton Centre)، ایم پی پی کلید رشید (Streetsvill Mississauga)، منہاج القرآن انٹرنیشنل کینیڈا کے صدر خواجہ کامران رشید، عبدالرؤوف قمر، ارشد بھٹی، علی شاہ، اویس اقبال، وقاص گوندل، اکبر وڑائچ اور ڈاکٹر احسان وڑائچ نے کانفرنس میں شرکت کی۔

جگر گوشہ شیخ الاسلام شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کائنات کے لیے شفقت و رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ حضور ﷺ کی تخلیق اس کائنات کا عظیم معجزہ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت پر عمل کر کے ہم دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری نے منہاج یوتھ لیگ کینیڈا کے صدر شیخ عبداللہ راجہ اور ان کی ٹیم کو نہایت شاندار پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد دی۔ کانفرنس میں کینیڈا بھر سے مختلف شعبہ ہائے زندگی کی معزز شخصیات، مفکرین، اسکالرز، نوجوانوں اور مردوخواتین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر شرکاء نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کانفرنس کے انعقاد پر منہاج القرآن انٹرنیشنل کینیڈا اور مسلم یوتھ لیگ کینیڈا کے اس اقدام کو سراہا۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن واہ کینٹ اور فیصل آباد کے زیرِ اہتمام اجتماعی شادیوں کی تقاریب

واہ کینٹ: گزشتہ ماہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن واہ کینٹ کے زیر اہتمام دسویں سالانہ 12 جوڑوں کی اجتماعی شادیوں کی تقریب منعقد ہوئی، جس میں چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب میں پروفیسر وقاص احمد خان (صدر جماعت اسلامی واہ کینٹ)، مرکزی رہنما متحدہ مجلس اہلحدیث مولانا عبدالمالک مجاہد، خواجہ محمد امتیاز اسسٹنٹ اٹارنی جنرل پاکستان، نائب ناظم اعلیٰ کوارڈینیشن انجینئر محمد رفیق نجم، قاضی شفیق الرحمٰن، حاجی اقبال، انار خان گوندل، سیف الرحمٰن خان، حاجی لیاقت، صغیر خان، مقصود احمد، خرم شیراز، پیر محمد عبداللہ القادری البغدادی، علامہ محمد ضیاء الرحمٰن، ملک یاسر ایڈووکیٹ، حاجی محمد سعید و دیگر مذہبی، سیاسی سماجی راہنماؤں اور تحریک منہاج القرآن کے قائدین و کارکنان نے بھی شرکت کی اور اظہار خیال فرمایا۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دکھی انسانیت کی خدمت اور مستحقین کے دکھ بانٹنا اور ان کے ساتھ دامے درمے سخنے کھڑے ہونا فی زمانہ افضل ترین نیکی اور سوشل سروس ہے۔ اسلام کی تعلیمات ہیں کہ جن کے پاس ضروریاتِ زندگی کا سامان ضرورت سے زائد ہے وہ ان کو لوٹا دیں جو کسی وجہ سے زندگی کی مالی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ یہی اسلام، انسانیت اور اخوت و بھائی چارہ ہے۔ کچھ کام کرنا اگر ریاست کی ذمہ داری ہے تو کچھ کام بحیثیت قوم ہمارے کرنے کے بھی ہیں۔ ہر وقت گلہ کرتے رہنا بھی مناسب رویہ نہیں ہے، اخلاق اور رویے کسی حکومت نے نہیں، ہم نے خود بدلنے ہیں۔ جو امور آپ کے اور ہم سب کے کنٹرول میں ہیں، کم از کم وہاں تو 100 فیصد عدل ہونا چاہئے۔ وہ ہمارا گھر ہو یا ہمارا کاروبار، ہماری ملازمت ہو یا ہمارا ذاتی لین دین ذمہ داری اور انصاف کے تقاضے پورے ہونے چاہئیں۔ فرد کی زندگی میں انقلاب ہی قومی سطح کے انقلاب کی نوید بنے گا۔ حکیم الامت نے ایسے ہی موقع کی مناسبت سے فرمایا تھا کہ: ''ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا'' دوسروں کی طرف دیکھنا چھوڑیں، اپنی ذات سے پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے عظیم مشن کا آغاز کریں، اپنے گھر والوں، عزیز واقارب، ہمسایوں، اہل محلّہ اور اہل شہر کے دکھ سکھ میں شرکت کریں۔

فیصل آباد: (رپورٹ: غلام محمد قادری۔ ضلعی سیکرٹری اطلاعات) فرسودہ رسم و رواج اورغربت میں جکڑے معاشرے میں بیٹی کے ہاتھ پیلے کرنا غریب کے لیے ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ ان حالات میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سرپرستی میں چلنے والی منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام 5 دسمبر 2021ء بروز اتوار کو 12 جوڑوں کی اجتماعی شادیوں کا 15 واں پروگرام منہاج القرآن اسلامک سنٹر گلفشاں کالونی کے سامنے وسیع گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ اس تقریب کی صدارت پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی سینئر نائب صدر چوہدری بشارت جسپال نے کی۔ اس تقریب میں حاجی محمد امین القادری، سید شفاعت رسول شاہ، میاں عبدالقادر، میاں کاشف محمود، حاجی محمد اشرف قادری، رانا رب نواز انجم، علامہ عزیز الحسن اعوان، حاجی سلیم قادری، رانا طاہر سلیم، میاں آصف عزیز، قاری امجد ظفر، اسد رشید قادری، شیخ اعجاز احمد، غلام محمد قادری، اللہ رکھا نعیم، ملک سرفراز قادری، عمر فاروق علوی، طلحہ طارق کے علاوہ دیگر ممتاز سیاسی، مذہبی، سوشل ویلفیئر اور سماجی بہبود کے نمائندوں نے شرکت کی۔ نقابت کے فرائض عمیر حنیف حجازی نے سرانجام دیئے۔

اس تقریبِ سعید سے چوہدری بشارت جسپال، میاں کاشف محمود اور حاجی امین القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مذہبی، تعلیمی اور فلاحی خدمات قابلِ تقلید ہیں۔ بانی تحریک منہاج القرآن امن و سلامتی کے حقیقی سفیر ہیں۔ انھوں نے نفرتوں کو محبتوں سے بدلنے کا جو مشن شروع کیا ہے، وہ پوری دنیا میں انہیں ممتاز کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بے سہارا اور یتیم بچوں کے منصوبے آغوش سمیت دیگر فلاحی اور تعلیمی منصوبوں کو دوسروں کے لیے مثال بنا دیا ہے۔ بدقسمتی سے ملکی حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ عوام خوشیوں کو ترس گئے ہیں۔ منہاج القرآن کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے معاشرے میں باہمی اخوت اور محبت کے جذبے کو اجاگر کیا اور آج ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیرِ قیادت دنیا بھر میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن دکھی انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔

اس تقریب میں نکاح کے فرائض قاری محمد امجد ظفر، قاری سرفراز سیالوی نے سرانجام دیئے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے تقریب میں شریک ہر دلہن کو 2 لاکھ روپے سے زائد مالیت کا سامان دیا گیا۔ تقریب میں 1000 مہمانوں کو پرتکلف کھانا دیا گیا ہے۔

❁❁❁❁❁

قائد ڈے نمبر فروری 2022ء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 71 ویں سالگرہ کے موقع پر حسبِ روایت امسال بھی ماہنامہ منہاج القرآن قائد ڈے نمبر شائع کرنے کا اعزاز حاصل کررہا ہے۔ یہ شمارہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی دینِ اسلام کی حقیقی تعلیمات کے فروغ، قومی و بین الاقوامی سطح پر امن ومحبت کی ترویج اور بیداریٔ شعور کے لیے کی جانے والی ہمہ جہتی خدمات پر مشتمل ہوگا۔

اس سلسلے میں آپ بھی ماہنامہ منہاج القرآن کو اپنی خصوصی معیاری تحریریں بھجواسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں قائد ڈے کے موقع پر آپ کی طرف سے **مبارکبادی پیغامات** کی صورت میں اشتہارات کی بکنگ بھی جاری ہے۔

آپ اپنی تحریر، مضامین اور اشتہارات سے متعلقہ اشاعتی مواد مورخہ 8 جنوری 2022ء تک ماہنامہ منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور ارسال کرسکتے ہیں۔

فون: 128-Ext 042-111-140-140، mqmujallah@gmail.com

نظام المدارس پاکستان کے زیرِ اہتمام 3 روزہ ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپ

لاہور بار ایسوسی ایشن: ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا خصوصی خطاب

منہاج کالج مانچسٹر میں منعقدہ پروگرام میں شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری کا اظہارِ خیال

کینیڈا: میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس سے شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری کا خطاب

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
JAN-2022
LAHORE
Regd CPL No.41

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی
فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری
موضوعات پر 610 سے زائد کتب